

وَسَارَ عَلَيْهِ الْمَغْفِرَةُ مِنْ رَبِّكُمْ وَجَلَّتِ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
برئیس کی پیش اور بخت کی طرف دوڑو، جس کی چوڑائی آسمانوں اور زمین کے برآ ہے "القرآن"

جنت کی کنجیاں

جنت واجب کردار دینے والے اعمال



جمع و ترتیب:

شیخ عبدالrahman bin حسین هبی طحان

ترجمہ و فوائد و تخریج:

علامہ ناصر الدین البانی

حافظ عمران الیوب لاہوری حفظہ اللہ علیہ



فقیہ الحدیث پبلیکیشنز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- **کتاب و متن ڈاٹ کام** پر مستیاب تمام الیکٹرانک کتب... عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- **مجلسِ الحقیقۃ النبیلۃ اللہی** کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق و اجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- **دعوتی مقاصد** کیلئے ان کتب کی ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے
کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشر ہن سے خرید کر تبلیغ دین کی
کاؤشوں میں بھر پور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے
درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

✉ KitaboSunnat@gmail.com
🌐 www.KitaboSunnat.com

وَسَارِعُوا إِلَيْنَا مَغْفِرَةً مَنْ رَبِّكُمْ وَجَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ
وَرَبِّكُمْ كَمْ يُخْيِلُهُمْ بُشَّرٌ وَبَنَتْ كَمْ طَرَفُ دُوْرُهُ، جِسْ كَمْ چُوڑَانِ آسمَانُ اور زَمَنْ کَمْ کَرِيدَہِ بَعْدَ الْأَنْهَى
(حضرت مسیح پیغمبر ﷺ)

جَنَّةٌ عَرْضُهَا السَّمَاوَاتُ وَالْأَرْضُ

جَنَّتٌ وَاجِبٌ كَرِيدَہٌ وَالْأَعْمَالُ



جمع و ترتیب:

شیخ عبداللہ بن حسن ہی

تحقیق و تعلیق:

علامہ ناصر الدین البانی

ترجمہ و فوائد تخریج:

حافظ عمران ایوب لاپوری

نعمانی کتب خانہ

ڈسٹری بیوٹر حق شریٹ اردو بازار لاہور (پاکستان)
فون: 042-7321865, 0333-4229127

فقہ الحشاد پبلیکیشنز

لاہور (پاکستان)

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

پیش لفظ

دنیا بالآخر فنا ہونے والی ہے اور آخرت ہی ابدی اور باقی رہنے والی ہے کہ جہاں موت کو ایک مینڈھے کی شکل میں لا کر ذبح کر دیا جائے گا اور اعلان کر دیا جائے گا کہ آج کے بعد موت نہیں۔ جو جنت میں حبائچے ہیں وہ ابد الاباد تک اس میں اللہ کی نعمتوں سے لطف اندوز ہوتے رہیں گے اور جو جسم میں پھینک دئیے گئے ہیں وہ ہمیشہ اسی میں عذابوں سے دوچار اور بہتلائے الم غم رہیں گے۔

آج ضرورت اس بات کی ہے کہ ایسا لمحہ عمل اپنا یا جائے جس کی بدولت انسان کے لیے جسم سے چھٹکارہ اور جنت میں داخل یقینی ہو سکے۔ اس کے لیے ضروری ہے کہ جنت کی راہ کو کتاب سنت کی صحیح تعلیمات اور صحیح احادیث کے چشم صافی سے شامل کیا جائے تاکہ جنت میں دائلے کے لیے کیا جانے والا ہر عمل خالصتاً و بھی ہو جوانان کی اس منزل کو اس کے قریب سے قدریب تر کرتا چلا جائے۔

زیرِ نظر کتاب "جنت واجب کرنے والے اعمال" میں مرتب نے یہی سعی جمیل کی ہے کہ صحیح احادیث کی روشنی میں ان اعمال مالح کا حسین اخلاق

پیش کیا ہے جن کا الاستزام ہر مسلمان کے لیے جنت میں داخلہ یقینی بن سکتا ہے۔

راقم الحروف کو اللہ تعالیٰ نے اس عمدہ کاوش کو اردو قاب میں ڈھالنے اسی تجربہ اور تحقیق فوائد تسلیم بند کرنے کی توفیق سے نوازا ہے۔ اس میں ہدایت کو معیاری نمبرگ کے ساتھ باحوال نقل کیا گیا ہے اور ہر حوالہ علامہ ناصر الدین البانیؒ کی تحقیق سے مزین کیا گیا ہے۔

یہ کتاب ممتازیاں جنت کے لیے مشعل راہ کی حیثیت رکھتی ہے۔ اس لیے اس کا ہر مسلمان گھر ان میں ہونا نہایت ضروری ہے۔ یہاں یہ بھی واضح رہے کہ جنت اور احوال جنت سے متعلقہ مزید تفصیل ہماری تفہیم کتاب و سنت سیریز کی ۱۸ نمبر کتاب "آخرت کی کتاب" میں ملاحظہ کی جاسکتی ہے۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ وہ اس ادنی کاوش کو قبولیت سے نوازے اور اسے عامۃ المسلمين کے لیے دنیا میں ذریعہ ہدایت اور آخرت میں باعث نجات بنائے۔ (آمین)

حافظ عمران الیوب لاہوری

ای میل: hfzimranayub@yahoo.com

ویب سائٹ: www.fiqhulhadith.com

فہرست

صفحہ نمبر	عنوانات
9	زبان اور شرمنگاہ کی حفاظت
10	فضول گنتگو سے اعتناب
11	خفیہ و اعلانیہ اللہ سے ڈرنا، فقر و توگری میں میانہ روی اختیار کرنا اور
11	اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اچھا اخلاق اپنانا
13	بھگڑا جھوٹ چھوڑ دینا اور اچھا اخلاق اپنانا
13	اللہ تعالیٰ کے ننانوے نام شمار کرنا
14	کلمہ شہادت اور عیسیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار اور جنت و جہنم کو برق منانا
15	نبی ﷺ کی اطاعت کرنا
16	اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بعد نماز روزہ کی پابندی کرنا
17	قرآن حفظ کرنا
18	بکثرت روزے رکھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا
18	سورۃ الملک کی تلاوت کرنا
19	قرآن حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا
20	سورۃ الاحلام سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرنا
21	سلام پھیلانا، کھانا کھلانا، صلہ رحمی کرنا اور تہجد پڑھنا
23	جھوٹ، وعدہ خلافی، امانت میں خیانت سے بچنا
24	شرک سے اعتناب اور ارکانِ اسلام پر مضبوطی سے عمل کرنا
25	دینی علم حاصل کرنے کے لیے نکلنا
26	غصہ نہ کرنا

فہرست

۱

27	صبح و شام سید الاستغفار پڑھنا	*
28	مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکڑنا	*
29	حکمران کا عدل کرنا، ہر مسلمان کے لیے نرم دل ہونا اور سوال سے بچنا	*
31	حیاء کا دامن نہ چھوڑنا	*
32	اللہ کے رب ہونے، اسلام کے دین ہونے اور.....	*
32	سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا	*
33	بلا ضرورت کسی کے سامنے دستِ سوال دراز نہ کرنا	*
34	اذان کا جواب دینا	*
35	مسجد میں ہی رہائش اختیار کر لینا	*
35	مسجد کی طرف جانا	*
36	مسلسل چالیس نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا	*
36	اندھیرے میں مسجد کی طرف پہل کر جانا	*
37	نیک آدمی کا لمبی عمر پانا اور نیک عمل کرنا	*
38	بکرشت تبع، حمید، تہلیل اور تکبیر کا ورد کرنا	*
40	بکرشت "لاحول والاقوة الا بالله" کا ورد کرنا	*
41	نیک عمل کرتے ہوئے موت آنا	*
41	وفات کے وقت توحید الہی کا اقرار کرنا	*
43	وفات کے وقت کلمہ پڑھنا	*
43	خلوصِ دل سے کلمے کی شہادت دینا	*
43	جسم کے 360 جوڑوں کا صدقہ دینا	*
44	بحالت ایمان موت آنا اور لوگوں سے اس طرح پیش آنا جیسے	*
45	روزہ اتباع جنائز، مسکین کو کھلانا اور مریض کی عیادت کرنا	*
47	ہمیشہ اچھی بات کرنے کی کوشش کرنا	*
48	اپنی کوشش سے زیادہ اللہ پر توکل کرنا	*

49	-----	* قاضی کا برق بات تک پہنچ کر اس کے مطابق فیصلہ کرنا
50	-----	* لین دین کے معاملات میں نرم برداشت کرنا
51	-----	* تکبر، خیانت اور قرض سے بچنا
53	-----	* عمدہ کلام کرنا، کھانا کھلانا، روزے رکھنا اور تہجد پڑھنا
53	-----	* سلام کو عام کرنا
54	-----	* مصیبت زدہ توسلی دینا
55	-----	* اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہونا
55	-----	* 12 سال مسجد میں اذان دینا
56	-----	* شوہر کی فرمانبرداری
56	-----	* عورت کا نماز روزہ پا کر امنی اور شوہر کی اطاعت کی پابندی کرنا
57	-----	* صدمے کی ابتداء میں صبر کرنا
58	-----	* دونوں آنکھوں سے نابینے شخص کا صبر کرنا
58	-----	* اولاد کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کرنا
60	-----	* محبوب شخص کی وفات پر صبر کرنا
60	-----	* مریض کی عیادت کرنا
61	-----	* بچوں کی نیک تربیت کرنا
62	-----	* والدین کی اطاعت اور ان سے حسن سلوک
65	-----	* اپنے آپ کو لوگوں کی اچھی تعریف کے قابل بنانا
66	-----	* اپنے دل کو بغرض وحدت سے پاک رکھنا
69	-----	* جانوروں کے ساتھ بھی شفقت و رحمت سے پیش آنا
70	-----	* یتیم کی کفالت کرنا
71	-----	* استطاعت ہو تو جو عمرہ کرنا
71	-----	* بکشرت استغفار کرنا
72	-----	* نماز روزہ اور حرام حلال کی پابندی کرنا

8		
74	جہاد کرنا، مریض کی عیادت کرنا، مسجد کی طرف جانا	*
75	وضوء کے بعد گلمہ شہادت پڑھنا	*
75	ہر وضوء کے بعد نفل پڑھنا	*
76	بکثرت نوافل پڑھنا	*
78	نماز چاشت کی چار رکعتوں اور نماز ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی پابندی کرنا	*
78	ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں چار رکعتیں ادا کرنا	*
78	ارکانِ اسلام اور غسل جنابت کی پابندی	*
79	نماز فجر اور نماز عصر کی پابندی	*
80	پانچ فرض نمازوں کو حق جانتے ہوئے ان کی پابندی	*
81	ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیح، تحمید اور تکبیر کی پابندی	*
83	ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا	*
83	سنن رواتب کی پابندی	*
84	اللہ سے ڈر کرو پڑنا اور اللہ کی راہ میں پھرہ دینا	*
84	جہاد کے راستے میں گرد و غبار پڑنا	*
85	اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرنا	*
86	اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار	*
86	سجدہ تلاوت پر سجدہ کرنا	*
87	بکثرت روزے رکھنا	*
87	اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھنا	*
89	نماز کی حفاظت	*
89	نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ صلح رحمی کرنا	*
90	اچھی گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا	*
90	کبیرہ گناہوں سے بچنا	*
92	اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرنا	*
93	اللہ سے ڈرتا، ارکانِ اسلام کی حفاظت کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا	*

جنت واجب کرنے والے اعمال

زبان اور شرمگاہ کی حفاظت

۱- حضرت سہل بن سعد رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ يَضْمِنْ لِي مَا بَيْنَ لَحْيَيْهِ، وَمَا بَيْنَ رِجْلَيْهِ، أَضْمَنْ لَهُ الْجَنَّةَ))

”جو مجھے اس چیز کی ضمانت دے جو اس کے دونوں جبڑوں کے درمیان (یعنی زبان) اور دونوں ٹانگوں کے درمیان (یعنی شرمگاہ) ہے، میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔“

[بخاری (۶۲۷۳) کتاب الرقاق: باب حفظ اللسان]

فوائد: اس حدیث سے معلوم ہوا کہ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے سے جنت میں داخلہ یقین ہو جاتا ہے۔ زبان اور شرمگاہ کی حفاظت کا مطلب یہ ہے کہ انہیں صرف اسی طرح استعمال کیا جائے جس طرح شریعت نے حکم دیا ہے۔ زبان کو جھوٹ، غیبت، بہتان، چغل خوری، گالی گلوچ، دھوکہ، فریب، جھوٹی قسموں، بے ادبی، برے اخلاق اور دیگر ناجائز امور سے بچایا جائے اور اس سے صرف وہی بات کی جائے جس میں خیر ہو۔ کیونکہ انسان جو الفاظ بھی زبان سے نکالتا ہے فوراً اللہ کی طرف سے مقرر فرشتہ اسے لکھ لیتا ہے جیسا کہ قرآن میں ہے کہ ((مَا يَلْفِظُ مِنْ قَوْلٍ إِلَّا لَدَيْهِ رَقِيبٌ عَتِيدٌ)) [ق: ۱۸] ”(انسان) منہ سے کوئی لفظ نکال نہیں پاتا مگر اس کے پاس نگہبان (فرشتہ اس کی بات لکھنے کے لیے) تیار ہوتا ہے۔“ اس لیے کوشش کرنی چاہیے کہ زبان سے صرف اچھی باتیں نکلے۔ مزید اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان بھی پیش نظر ہے کہ ((مَنْ كَانَ يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ فَلَيَقْرَأْ خَيْرًا وَلَا يَضْمِنْ)) ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ خیر کی بات کہے یا پھر خاموش رہے۔“ [ابو داؤد (۵۱۵۲) کتاب الأدب: باب فی حق الجوار، صحیح الجامع الصغیر (۴۵۰۱)]

اسی طرح شرمگاہ کو بدکاری، فعل قوم لوط، لونڈے بازی، مشت زنی اور دیگر حرماں کاموں سے محفوظ رکھا جائے اور صرف حلال جگہ پر ہی استعمال کیا جائے۔ شرمگاہ کی حفاظت کے لیے رسول اللہ ﷺ نے ہر صاحب استطاعت کو جلد از جلد نکاح کرنے کا حکم دیا ہے۔ آپ نے فرمایا ”اے

نوجوانوں کی جماعت! تم میں سے جسے نکاح کی طاقت ہوا سے نکاح کرنا چاہیے کیونکہ نکاح نظر کو جھکانے والا اور شرمنگاہ کو محفوظ رکھنے والا ہے۔“ [بخاری (۵۰۶۵) کتاب النکاح : باب قول النبي : من استطاع الباءة فليتزوج، مسلم (۱۲۰۰)]

یقیناً جن لوگوں نے شرمنگاہ کی حفاظت نہ کی اور وہ اخلاقی گراوٹ اور جنسی بے راہ روی کا شکار ہوئے، وہ آخرت میں ہی نہیں بلکہ دنیا میں بھی بر باد ہوئے، ان کی زندگیاں آتشک، سوزاک اور ایڈز جیسی مہلک امراض نے تباہ کر دیں، ان کی عیاشی نے ان کے خاندانی نظام بر باد کر دیئے، شرح طلاق میں ناقابلِ یقین حد تک اضافہ ہو گیا، بچوں کی تربیت مفقود ہو گئی وغیرہ وغیرہ۔ مزید ازدواجی زندگی سے متعلق تفصیلی مباحث پڑھنے کے لیے رقم المعرفہ کی دوسری کتاب ”نکاح کی کتاب“ ملاحظہ فرمائیے۔

فضول گفتگو سے اجتناب

- حضرت عبد اللہ بن عمرو رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ صَمَّتْ نَجَّا)) ”جس نے خاموشی اختیار کی وہ نجات پا گیا۔“ [صحیح: صحيح ترمذی، ترمذی (۶۶۰) کتاب صفة القيامة]

- حضرت عبد اللہ بن بسر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”ایسے شخص کے لیے خوبخبری ہے جو اپنی زبان کا مالک ہے (یعنی اسے غلط استعمال سے روکنے کی قدرت رکھتا ہے)، جس کا گھر اسے کافی ہے اور جو اپنے گناہوں (کی شامت سے گھبرا کر) روپڑا۔“ [حسن: صحيح الجامع الصغير (۳۹۲۹) رواه الطبراني في الصغير]

- حضرت عقبہ بن عامر رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! نجات کیا چیز ہے (یعنی نجات کا سبب کیا ہے)? تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَمْسِكْ عَلَيْنِكَ لِسَانَكَ وَلْيَسْعُكَ بَيْتُكَ وَابْنَكَ عَلَى خَطِيئَتِكَ))

”(ہر خلاف شرع بات کرنے سے) اپنی زبان کی حفاظت کر، تیرا گھر تجھے کافی ہو (یعنی بلا ضرورت اپنے گھر سے نہ نکل) اور اپنے گناہوں (کو یاد کر کے اور ان پر نادم ہو کر ان) پر رویا کر (تو نجات پا جائے گا)۔“ [صحیح: صحيح ترمذی، ترمذی (۲۲۰۶) کتاب

الزهد: باب ماجاء في حفظ اللسان، صحيح الترغيب (٢٧٣١)

خفیہ و اعلانیہ اللہ سے ڈرنا، میانہ روی اختیار کرنا اور عدل کرنا

۵۔ حضرت انس رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((ثَلَاثُ مَنْجِيَاتٍ: خَشِيَّةُ اللَّهِ فِي السِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ. وَالْقَضْدُ فِي الْفَقْرِ وَالْغَنَى.

وَالْعَدْلُ فِي الْغَضَبِ وَالرِّضَا))

”تمن کام نجات دینے والے ہیں؛ خفیہ اور اعلانیہ (دونوں صورتوں میں) اللہ تعالیٰ سے ڈرنا، فقیری اور امیری (ہر حال میں) میانہ روی اختیار کرنا اور غصب اور رضا (ہر حال میں) عدل و انصاف سے کام لینا۔“ [حسن: صحيح الجامع الصغير (٣٠٣٩) السلسلة الصحيحة (١٨٠٢)]

اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنا اور اچھا اخلاق اپنانا

۶۔ حضرت ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسی چیز کے متعلق دریافت کیا گیا جو سب سے زیادہ لوگوں کو جنت میں داخل کرے گی؟ تو آپ نے فرمایا: ((تَقْوَى اللَّهِ وَحْسُنُ الْخُلُقِ)) ”اللہ کا تقویٰ اور اچھا اخلاق۔“ [حسن: صحيح ترمذی ، ترمذی (٢٠٠٢) کتاب البر والصلة : باب ما جاء في حسن الخلق، السلسلة الصحيحة (٩٧٧)]

فوائد: تقویٰ کا مطلب ہے پرہیز گاری۔ دراصل تقویٰ وہ چیز ہے جو انسان کو نیکی کی ترغیب دلاتی ہے اور گناہوں سے روکتی ہے۔ امام بخاریؓ نے تقویٰ کے متعلق حضرت ابن عمر رض کا یہ قول نقل فرمایا ہے کہ ((لَا يَنْدُعُ الْعَبْدُ تَحْيِيقَةً إِلَّا تَعْوَيْهَ حَتَّى يَدْعَ مَا حَالَ فِي الصَّدِّرِ)) ”بندہ تقویٰ کی اصل حقیقت کو نہیں پہنچ سکتا جب تک کہ جو بارت دل میں ٹکھنی ہو اسے بالکل چھوڑ نہ دے۔“ [بخاری (قبل الحديث ۸۱) کتاب الايمان: باب بنی الاسلام على خمس] حافظ ابن حجرؓ فرماتے ہیں کہ تقویٰ سے مراد ”نفس کو شرک اور اعمالی سینہ سے بچانا اور اعمالی صالحہ پر مداومت اختیار کرنا“ ہے۔ [فتح

الباری] تقویٰ کا مقام دل ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا (الْتَّقْوَى هُنَّا وَيُشَيِّدُ إِلَى صَدْرِهِ) ”” تقویٰ بیباہ ہے اور آپ (یہ کہتے ہوئے) اپنے سینے کی طرف اشارہ فرمائے تھے۔“ [مسلم (۲۵۶۲) کتاب البر والصلة والأدب]

تقویٰ ہی وہ چیز ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچتی ہے جیسا کہ قرآن کریم میں قربانی کے ضمن میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ ”اللہ تعالیٰ کو قربانیوں کے گوشت نہیں پہنچتے اور نہ ہی ان کے خون بلکہ اسے تو تمہارے دلوں کا تقویٰ پہنچتا ہے۔“ [الحج : ۳۷] اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں متعدد مقامات پر تقویٰ و پرہیز گاری اختیار کرنے کا حکم دیا ہے۔ جن میں سے تین آیات وہ ہیں جو ہر خطبہ جمع، خطبہ عید اور خطبہ نکاح وغیرہ میں پڑھی جاتی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ بھی صحابہ کو اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا تقویٰ (یعنی ڈر) پیدا کرنے کی ترغیب دلایا کرتے تھے۔ حضرت جابر بن عبد اللہ بن عباس کے ذمہ میں کہ نبی ﷺ نے خطبہ عید کے دوران اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرنے کا حکم دیا۔ [مسلم (۸۸۵) کتاب صلاة العيدین] رسول اللہ ﷺ جب کسی سفر پر روانہ ہوتے تو اللہ تعالیٰ سے اس سفر میں تسلی و تقویٰ کا سوال کرتے۔ [مسلم (۱۳۲۲) کتاب الحج، ترمذی (۳۴۴۷)] صحابہ کرام کو بھی کہیں روانہ کرتے وقت آپ یہی نصیحت کیا کرتے تھے کہ جہاں بھی رہو اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔“ [صحیح الجامع الصغیر (۹۷)] اس لیے آج ہمارا اولین فریضہ یہ ہے کہ اپنے اندر اللہ تعالیٰ کا ڈر پیدا کریں تاکہ وہ ہمارے تمام معاملات درست فرما کر ہمیں کامیابی کے راستے پر گامزن فرمادے۔

اچھے اخلاق میں دوسروں کا ادب و احترام کرنا، حج بولنا، عاجزی و انکساری اختیار کرنا، احسان کرنا، ایثار کرنا، راز کی حفاظت کرنا، معاف کرنا، عدل و انصاف کرنا، معاملات میں نرمی اختیار کرنا، بردباری، شرم و حیاء، شفقت و رحمت، اللہ کے لیے محبت اور اللہ کے لیے نفرت کرنا وغیرہ وغیرہ سب افعال ہی شامل ہیں۔ قرآن میں اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کے متعلق فرمایا ہے کہ ”اور بے شک آپ بہت بڑے (عمرہ) اخلاق پر فائز ہیں۔“ [القلم : ۲] متعدد احادیث سے بھی ثابت ہے کہ نبی کریم ﷺ قبل از نبوت بھی تقریباً تمام ہی اخلاقی خوبیوں سے متصف تھے لیکن نبوت کے بعد ان میں مزید وسعت آگئی۔ آج ضرورت اس امر کی ہے کہ ہم بھی قرآن و سنت میں بتائے گئے اچھے اخلاق دعادات اپنا نہیں اور برے اخلاقی چھوڑیں۔ مگر صورتحال یہ ہے کہ اسلام کے اخلاقیات کے وسیع باب

کو چھوڑ کر اہل اسلام نے دور حاضر کے کفار و طواغیت کو معاشرتی تشكیل اور عادات و اخلاق کی تعلیم کے لیے پیش نظر کھا ہوا ہے، جس کا نتیجہ رب کے غضب اور امت مسلمہ کی تباہی کے سوا اور کیا ہو سکتا ہے؟

جھگڑا اور جھوٹ چھوڑ دینا اور اچھا اخلاق اپنانا

- ۷- حضرت ابو امامہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((أَنَّا رَعَيْمٌ بِبَيْتٍ فِي رَبِيعِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْهِرَاءَ وَإِنْ كَانَ هُمْ قَاوِيْاً وَبِبَيْتٍ فِي وَسْطِ الْجَنَّةِ لِمَنْ تَرَكَ الْكَذِبَ وَإِنْ كَانَ مَازِحًا وَبِبَيْتٍ فِي أَعْلَى الْجَنَّةِ لِمَنْ حَسِنَ خُلُقُهُ))

”میں ضمانت دیتا ہوں جو شخص حق پر ہونے کے باوجود جھگڑا چھوڑ دے گا اسے جنت کے گرد و نواح میں گھر ملے گا اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جو مذاق کرتے وقت بھی جھوٹ کو چھوڑ دے گا اسے جنت کے وسط میں گھر ملے گا اور (میں ضمانت دیتا ہوں) جس شخص کا اخلاق اچھا ہو گا اسے جنت کے اوپر والے حصے میں گھر ملے گا۔“ [حسن: صحیح ابو داود، ابو داود

(۲۸۰۰) کتاب الادب: باب فی حسن الخلق، صحیح الترغیب (۱۳۹)]

فوائد: مسلمان سے لڑائی جھگڑے کو کفر قرار دیا گیا ہے۔ [صحیح الجامع الصغیر (۳۵۹۵)] اور جھوٹ پر اللہ تعالیٰ نے لعنت فرمائی ہے۔ [آل عمران: ۶۱] جھوٹ کی مذمت متعدد احادیث سے ثابت ہے جن کی تفصیل کا یہ مقام نہیں۔ البتہ اتنا یاد رہے کہ تین کاموں میں جھوٹ بولنے کی اجازت دی گئی ہے: ایک دوران جنگ، دوسرے لوگوں کے درمیان صلح کرنے کے لیے اور تیسرا شوہر کو بیوی سے اور بیوی کو شوہر سے ملانے کے لیے۔ [مسلم (۱۶۰۵) کتاب البر

والصلة: باب تحريم الكذب، ابو داود (۲۹۲۰)]

الله تعالیٰ کے ننانوے نام شمار کرنا

- 8- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ لِلَّهِ تَعَالَى تِسْعَةُ وَتِسْعِينَ اسْمًا، مَا يَأْتِي إِلَّا وَاحِدًا، مَنْ أَحْصَاهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

” بلاشبہ اللہ تعالیٰ کے ننانوے (۹۹) نام ہیں، سو میں سے ایک کم جس نے انہیں شمار کر لیا

وہ جنت میں داخل ہو گیا۔“ [بخاری (۲۷۳۶) کتاب الشروط، مسلم (۲۷۴۷)] فوائد: اللہ تعالیٰ کے نام اسماے حسنی کھلاتے ہیں۔ ان میں سے ایک نام ”اللہ“ ذاتی ہے اور باقی سب صفاتی نام ہیں۔ یہاں حدیث میں انہیں شمار کرنے کا مطلب ہے ”ان پر ایمان لانا“ یا ان کو گتنا اور انہیں ایک ایک کر کے بطور تبرک اخلاص کے ساتھ پڑھنا، یا انہیں حفظ کرنا، ان کے معانی کو جانا اور ان سے اپنے آپ کو متصف کرنا۔“ بعض روایات میں ان ننانوے ناموں کو ذکر بھی کیا گیا ہے لیکن یہ روایات ضعیف ہیں اور علماء نے انہیں مدرج (یعنی راویوں کا اضافہ) قرار دیا ہے، وہ نبی ﷺ کی حدیث کا حصہ نہیں ہیں۔ نیز علماء نے یہ بھی وضاحت کی ہے کہ اللہ کے ناموں کی تعداد ننانوے میں مخصوص نہیں بلکہ اس سے زیادہ ہے۔ [کمافی تفسیر احسن البیان (ص ۳۶۹)]

کلمہ شہادت اور عیسیٰ ﷺ کی رسالت کا اقرار اور جنت و جہنم کو برحق مانتا

۹- حضرت عبادہ بن صامت رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ وَأَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، وَأَنَّ عِيسَى عَبْدُ اللَّهِ وَرَسُولُهُ، وَكَلِمَتُهُ الْقَالَاهَا إِلَى مَرْيَمَ وَرُوحُ مِنْهُ، وَالْجَنَّةُ حَقٌّ، وَالنَّارُ حَقٌّ، أَذْخُلْهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ عَلَى مَا كَانَ مِنَ الْعَمَلِ))

”جس شخص نے گواہی دی کہ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود برحق نہیں وہ اکیلا ہے، اس کا کوئی شریک نہیں اور بے شریک محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں اور بے شریک عیسیٰ ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں، اس کا کلمہ ہیں جسے اس نے مریم علیہ السلام تک پہنچا دیا تھا اور اس کی طرف سے ایک روح ہیں، جنت حق ہے اور جہنم حق ہے، تو خواہ اس نے کوئی بھی عمل کیا ہو (بالآخر) اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کر دیں گے۔“ [بخاری (۳۲۲۵) کتاب احادیث الانبیاء: باب قولہ یا اہل الكتاب لانفعوفي دینکم، مسلم (۲۸)]

فوائد: یعنی ایسا شخص اپنے گناہوں کی سزا پانے کے بعد بالآخر جنت میں داخل ہو جائے گا کیونکہ اس کا عقیدہ ثہیک تھا اور وہ مشرک نہیں تھا۔ علاوه ازیں اس حدیث کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ جو منکورہ شہادت دے اسے دوسرا کوئی بھی نیک عمل کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ جہنم کے عذاب سے بچنے کے

لیے دیگر اور نواعی کو ملحوظ رکھنا بھی ضروری ہے۔

نبی ﷺ کی اطاعت کرننا

۱۰- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((كُلُّ أُمَّيٍّ يَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ إِلَّا مَنْ أَبَى قَالُوا: يَا رَسُولَ اللَّهِ وَمَنْ يَأْبَى؟ قَالَ مَنْ أَطَاعَنِي دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ عَصَانِي فَقَدْ أَبَى))

”میری ساری امت جنت میں داخل ہو جائے گی مگر جس نے خود (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔ صحابہ نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! (جنت میں جانے سے بھلا) کون انکار کرتا ہے؟ آپ نے فرمایا ”جس نے میری اطاعت و فرمانبرداری کی وہ جنت میں داخل ہو گیا اور جس نے میری نافرمانی کی (گویا ہودہ) اس نے (جنت میں جانے سے) انکار کر دیا۔“ [بحاری ۷۲۸۰] کتاب الاعتصام بالكتاب والسنۃ: باب الاقداء بسنن رسول اللہ

فوائد: اللہ تعالیٰ کی اطاعت و فرمانبرداری کے ساتھ ساتھ ہر مسلمان پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت بھی واجب ہے۔ قرآن کریم میں بار بار اللہ تعالیٰ کی اطاعت کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کا حکم دیا گیا ہے۔ [النساء: ۵۹] ایک مقام پر تو اللہ تعالیٰ نے یوں ارشاد فرمایا ””تم ہے تیرے پروردگار کی لوگ اس وقت تک ایماندار نہیں ہو سکتے جب تک کہ اپنے تمام آپس کے اختلافات میں آپ ہی کو حاکم نہ مان لیں۔ پھر آپ جو فیصلے ان میں کر دیں ان سے اپنے دل میں کسی طرح کی بیکاری اور ناخوشی نہ پائیں اور فرمانبرداری کے ساتھ قبول کر لیں۔“ [النساء: ۶۵] ایک دوسرے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی اطاعت کو ہی اللہ تعالیٰ کی اطاعت قرار دیا گیا ہے۔ [النساء: ۸۰]

ارشاد بنوی ہے کہ ”تم میں سے کوئی شخص اس وقت تک مومن نہیں ہو سکتا جب تک کہ وہ مجھے اپنے والد اولاد اور تمام لوگوں سے زیادہ محبوب نہ سمجھے (یعنی ہر ایک کی بات پر میری بات کو ترجیح دے)۔“ [بحاری ۱۵] کتاب الایمان: باب حب الرسول من الایمان [ایک دوسرا فرمان یوں ہے کہ ”جس نے میری اطاعت کی اس نے درحقیقت اللہ تعالیٰ کی اطاعت کی۔“] [بحاری ۷۱۳۷]

کتاب الأحكام

صحابہ کرام کی یہ حالت تھی کہ وہ جو نبی رسول اللہ ﷺ سے کوئی فرمان سنتے فوراً بلا تاخیر اس پر عمل شروع کر دیتے۔ جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ جب شراب کی حرمت کا حکم نازل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے منادی نے اعلان کر دیا تو صحابہ کرام نے فوراً شراب کے منکرے اتنا دیئے۔ [صحیح نسائی (۵۵۲)] اسی طرح ایک دوسری حدیث میں ہے کہ جنگ خیبر میں صحابہ سخت بھوک کی حالت میں تھے، جس وجہ سے انہوں نے گدھوں کو ذبح کر کے پکانا شروع کر دیا۔ پھر اچانک رسول اللہ ﷺ کے ایک منادی نے اعلان کیا کہ گدھوں کا گوشت مت کھاؤ (یہ حرام ہے)، اپنی ہانڈیوں کو اولٹ دو۔ چنانچہ فوراً بغیر کسی انتظار کے صحابہ کرام نے سخت بھوک کے باوجود اپنی چولہوں پر چڑھائی ہوئی ہانڈیاں الٹ دیں۔ [صحیح ابن ماجہ (۳۱۹۲)]

صحابہ کرام کی اسی کمال اطاعت و فرمانبرداری کا نتیجہ تھا کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں ہی جنت کی بشارت دے دی تھی۔ آج مسلمانوں کو بھی نجات کے لیے رسول اللہ ﷺ کی اطاعت ہی کی ضرورت ہے۔

اللہ اور اس کے رسول پر ایمان کے بعد نماز روزہ کی پابندی کرنا

11- حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَمَنَ بِاللَّهِ وَبِرَسُولِهِ وَأَقَامَ الصَّلَاةَ وَصَامَ رَمَضَانَ كَانَ حَقًا عَلَى اللَّهِ أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ جَاهَدَ فِي سَبِيلِ اللَّهِ أَوْ جَلَسَ فِي أَرْضِهِ الَّتِي وُلِدَ فِيهَا))

”جو شخص اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا اور اس نے نماز قائم کی اور رمضان کے روزے رکھنے تو اللہ تعالیٰ پر حق ہے کہ اسے جنت میں داخل کرے خواہ اس نے اس کی راہ میں جہاد کیا ہو یا ایسی سرز میں میں ہی بیٹھا رہا ہو جس میں پیدا کیا گیا تھا۔“ [بخاری (۲۷۹۰)]

كتاب الجهاد والسير : باب درجات المجاهدين في سبيل الله]

فوائد: اس حدیث کا مطلب یہ ہر گز نہیں کہ جہاد و قول سے یکسر کنارہ کش ہو جانے والے سے اس کا سوال ہی نہیں ہوگا، کیونکہ اگر ایسا ہوتا تو پھر رسول اللہ ﷺ کا یہ فرمان عبث ہو جاتا ہے کہ ”جو شخص نے نہ تو جہاد کیا اور نہ ہی کبھی جہاد کا ارادہ کیا، وہ منافقت کے ایک شعبے پر مرے گا۔“ [مسلم

(۱۹۱۰)] درحقیقت یہ حدیث ایسے حالات کے متعلق ہے کہ جب مسلمانوں پر جہاد فرض عین نہ ہو مسلمانوں کی سرحدات محفوظ ہوں، مسلمانوں کو کفار پر غلبہ حاصل ہو، مسلمانوں کی بہو بیٹیوں کی عصمتیں پامال نہ ہو رہی ہوں وغیرہ تو وہ صرف نماز روزہ جیسی عبادات ہی میں مصروف رہیں تو کامیاب ہیں۔ لیکن جب جہاد فرض عین ہو جائے مثلاً جب دشمن مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائے یا مسلمانوں کا امیر و خلیفہ کی حکمت و مصلحت کے پیش نظر سب کو کفار پر حملہ کا حکم دے دے تو ہر مسلمان کا فرض ہے کہ وہ ہر ممکن طریقے سے حسب استطاعت جہاد میں شریک ہو۔ ایسی صورت میں جہاد سے قطع تعلقی اور عبادات و ریاضت کے لیے گوشہ نشینی یقیناً باعث و بال ہے۔

قسم آن حفظ کرنا

12- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يُقَالُ لِصَاحِبِ الْقُرْآنِ: اقْرَأْ وَازْتَقِ وَرَتِّلْ كَمَا كُنْتُ تُرِّتِلُ فِي الدُّنْيَا فَإِنْ مَذْلُوكَكَ عِنْدَ أَخِيرِ آيَةٍ تَقْرَأْ بِهَا))

”صاحب قرآن سے کہا جائے گا کہ پڑھتا جا اور چڑھتا جا اور اس طرح تھہر تھہر کرتا وات کر جیسے تھہر تھہر کر تو دنیا میں تلاوت کیا کرتا تھا، بلاشبہ تمہارا مقام اس آخری آیت کے پاس ہے جو تو تلاوت کرے گا۔“ [حسن صحیح : صحیح ترمذی ، ترمذی (۲۹۱۳) کتاب فضائل القرآن : باب ’ابو داؤد (۱۳۶۲)]

فوائد: مذکورہ حدیث میں یادگیر احادیث میں حافظ قرآن کی جو فضیلت آئی ہے وہ ایسے حافظ کے متعلق ہے جو قرآن کو یاد کرنے کے بعد اس میں بتائے گئے ارشادات کے مطابق عمل بھی کرتا ہے۔ اس کے بر عکس جس حافظ کو قرآن تو سارا یاد ہے مگر وہ اس کا عامل نہیں، تو اسے محض قرآن کو رٹ لینا کچھ فائدہ نہیں دے گا۔ کیونکہ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک شخص قرآن تو یاد کر لے مگر شرک و بدعاں سے نہ بچے، نماز کی پابندی نہ کرے، یہود و نصاریٰ کی مشاہد نہ چھوڑے، غیر اسلامی طرزِ معاشرت اپنائے، کفار جیسی وضع قطع بنائے، جھوٹ فریب اور دھوکہ اس کی عادت ہو، گانا، جانا اس کا شوق ہو، غیر محمر لڑکوں سے ناجائز تعلقات استوار کرنا اس کی ضرورت ہو اور ہر وہ جرم جس کے مرتكب پر رب کا غضب اور

رسول کی لعنت برستی ہے اس کا پسندیدہ مشغله ہو، تو وہ کیسے نجات پاسکتا ہے؟ اس لیے جو والدین بھی اپنے بچوں کو حافظ بنانے کے خواہش مند ہوں انہیں چاہیے کہ بچوں کی کامل اسلامی تعلیم و تربیت کا بھی بندوبست کریں، انہیں تربیت کے ساتھ قرآن بھی پڑھوائیں، پھر قرآنی ہدایات پر انہیں عمل بھی کروائیں، کیونکہ عمل ہی میں نجات کاراز مضر ہے۔

بکثرت روزے رکھنا اور قرآن کی تلاوت کرنا

13- حضرت عبد اللہ بن عمر رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الصِّيَامُ وَالْقُرْآنُ يَشْفَعَا نِلْعَبِيَّةً يَوْمَ الْقِيَامَةِ يَقُولُ الصِّيَامُ : أَئِي رَبٌ
مَنْعَثُهُ الطَّعَامُ وَالشَّهْوَاتِ إِلَّا تَهَارِ فَشَفِيقُنِي فِيهِ وَيَقُولُ الْقُرْآنُ : مَنْعَثُهُ التَّوْمَ
إِلَّا لَيْلٌ فَشَفِيقُنِي فِيهِ قَالَ : فَيُشَفَّعَا نِلْعَبِيَّةً))

”روزہ اور قرآن (دونوں) روز قیامت بندے کے لیے سفارش کریں گے۔ روزہ کہے گا، اے پروردگار! میں نے اسے دن میں کھانے (پینے) اور شہوات (کی تکمیل) سے روکے رکھا، تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرماء۔ قرآن کہے گا، میں نے اسے رات کو سونے سے روکے رکھا، تو اس کے حق میں میری سفارش قبول فرماء۔ آپ ﷺ نے فرمایا، پھر ان دونوں کی سفارش قبول کر لی جائے گی۔“ [احمد (۱۷۲۰) مستدرک حاکم (۵۵۲۱) امام حاکم] نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔]

سورۃ الملک کی تلاوت کرنا

14- حضرت انس رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((سُورَةُ مِنَ الْقُرْآنِ مَا هِيَ إِلَّا ثَلَاثُونَ آيَةً خَاصَّتْ عَنْ صَاحِبِهَا حَتَّى أَدْخُلَتْهُ
الجَنَّةَ وَهِيَ تَبَارِكَ))

”قرآن کی ایک سورت ہے، جس کی تیس (۳۰) آیات ہیں، وہ اپنے صاحب (یعنی اسے بکثرت پڑھنے والے) کے متعلق (اللہ تعالیٰ سے) جھگڑے گی حتیٰ کہ اسے جنت میں داخل

کرا دے گی اور وہ سورت تبارک (یعنی سورۃ الملک) ہے۔” [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۵۲۶۷) رواہ الطبرانی فی الأوسط]

فوائد: ایک حدیث میں یہ بھی موجود ہے کہ سورۃ الملک عذاب قبر سے بچانے والی سورت ہے۔ [السلسلة الصحيحة (۱۱۲۰)] اسی لیے رسول اللہ ﷺ ہر رات سونے سے پہلے اس کی تلاوت کیا کرتے تھے۔ [صحیح ترمذی، ترمذی (۳۲۰۳)]

قرآن حفظ کرنا اور اس کی تلاوت کرنا

15- حضرت عائشہؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَقْلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ حَافِظٌ لَهُ مَعَ السَّفَرَةِ الْكَرَامِ الْبَرَّةِ وَمَقْلُ الَّذِي يَقْرَأُ الْقُرْآنَ وَهُوَ يَتَعَااهِدُهُ وَهُوَ عَلَيْهِ شَدِيدٌ فَلَهُ أَجْرًا))

”ایسے شخص کی مثال جو قرآن پڑھتا ہے اور وہ اس کا حافظ بھی ہے، مکرم اور نیک لکھنے والے (فرشتوں) جیسی ہے اور جو شخص قرآن مجید بار بار پڑھتا ہے اور وہ اس پر دشوار ہے تو اس کے لیے دو ہر اجر ہے۔“ [بخاری (۲۹۳۷) کتاب تفسیر القرآن: باب عبس و تولی کلخ وأعراض]

فوائد: ایسے لوگ جن کے لیے قرآن پڑھنا دشوار ہے اور وہ بار بار پڑھ کر اور مشق کر کے قرآنی الفاظ زبان پر چڑھاتے ہیں، انہیں قرآن سمجھنے کے لیے مشقت اٹھانے کی وجہ سے دو ہرے اجر کی نوید سنائی گئی ہے۔

16- حضرت عصمت بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَوْجُمَعُ الْقُرْآنِ فِي إِهَابٍ مَا أَحْرَقَهُ اللَّهُ بِالْتَّارِ)) ”اگر قرآن کسی چڑھے (بدن) میں جمع کر دیا جائے تو اللہ اسے آگ کے ساتھ نہ جلائے گا۔“ [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۵۲۶۶) رواہ البیهقی فی شعب الایمان]

فوائد: مراد یہ ہے کہ حافظ قرآن کے جسم کو اللہ تعالیٰ آگ میں نہیں جلا سکیں گے۔

17- حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((يَجِئُ الْقُرْآنُ يَوْمَ الْقِيَامَةِ فَيَقُولُ : يَا رَبِّ حَلِيلِهِ ! فَيَلْبِسُ تَاجَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ : يَا رَبِّ زِدْهُا ! فَيَلْبِسُ حُلَّةَ الْكَرَامَةِ ثُمَّ يَقُولُ : يَا رَبِّ ارْضَ عَنْهُ ! فَيَرْضَى عَنْهُ فَيَقُولُ لَهُ : اقْرَأْ أُوْ آرَقَ وَيُؤْذِنَ بِكُلِّ آيَةٍ حَسَنَةً))

”قيامت کے روز قرآن آئے گا اور کہے گا اے پروردگار! اے (یعنی صاحب قرآن کو) زینت بخش، تو اے عزت کا تاج پہنادیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا، اے پروردگار! (اس کی زینت میں) مزید اضافہ فرماء، تو اے عزت کا لباس پہنادیا جائے گا۔ پھر وہ کہے گا، (اے پروردگار!) اس سے راضی ہو جا، تو اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہو جائیں گے۔ پھر اس (حافظ قرآن) سے کہا جائے گا، پڑھ اور چڑھتا جا اور ہر آیت کے بد لے (اس کے لیے) ایک نیکی بڑھادی جائے گی۔“ [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۹۱۵) کتاب فضائل القرآن]

سورۃ الاخلاص سے محبت کرتے ہوئے اس کی تلاوت کرنا

18- حضرت انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ ایک انصاری صحابی مسجد قباء میں ان کی امامت کرایا کرتا تھا۔ وہ جب بھی نماز میں ان کے لیے کسی سورت کی تلاوت کرتا تو سورۃ الاخلاص سے شروع کرتا پھر اس سے فارغ ہو کر اس کے ساتھ کوئی دوسری سورت پڑھتا اور وہ یہ عمل ہر رکعت میں کرتا تھا۔ اس کے ساتھیوں نے (اس حوالے سے) اس سے گفتگو کی اور کہا، بلاشبہ تم یہ سورت (یعنی سورۃ الاخلاص) تلاوت کرتے ہو، پھر تم اسے کافی نہیں سمجھتے اور (اس کے ساتھ) دوسری سورت بھی تلاوت کرتے ہو یا تو یہی سورت تلاوت کیا کرو اور یا پھر اسے چھوڑ دوا اور کوئی دوسری سورت ہی تلاوت کیا کرو۔ اس نے کہا، میں اس سورت کو نہیں چھوڑوں گا، اگر تم چاہتے ہو کہ میں تمہاری امامت کراؤں تو میں ایسا کرتا ہوں اور اگر تم ناپسند کرتے ہو تو میں تم لوگوں کو چھوڑ دیتا ہوں۔ وہ اسے (اپنے باقی) لوگوں میں سے افضل سمجھتے تھے اور یہ ناپسند کرتے تھے کہ کوئی اور امامت کرائے۔ پھر جب نبی کریم ﷺ ان کے پاس آئے تو انہوں نے آپ کو یہ خبر دی۔ آپ نے (اس امام سے کہا) اے فلاں! تمہیں کون سی چیز اپنے ساتھیوں کی بات مانے سے

روکتی ہے اور کون سی چیز تمہیں ہر رکعت میں اس سورت کی تلاوت کرنے پر ابھارتی ہے؟ اس نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میں اس سورت سے محبت کرتا ہوں۔ (یہ سن کر) آپ نے فرمایا ((إِنْ حُبَّهَا أَذْخَلَكَ الْجَنَّةَ)) ”بیشک اس سورت کی محبت نے تجھے جنت میں داخل کر دیا ہے۔“ [حسن صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۹۰۱) کتاب فضائل القرآن: باب ماجاء فی سورۃ الاحلاص، صحیح الترغیب (۱۲۸۳)]

19- حضرت ابو ہریرہ رض سے مروی ہے کہ میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ ایسے آدمی کے پاس آیا جو سورۃ اخلاص کی تلاوت کر رہا تھا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، واجب ہو گئی، تین مرتبہ آپ نے یہ کلمات دہرانے۔ میں نے عرض کیا، کیا واجب ہو گئی؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جنت (واجب ہو گئی)۔ [صحیح ترمذی، ترمذی (۲۸۹۷) کتاب فضائل القرآن: باب ما جاء فی سورۃ الاحلاص، نسائی (۹۹۳)]

فوائد: ایک صحیح حدیث میں سورۃ الاحلاص کی فضیلت یوں بھی بیان ہوئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے صحابہ کرام سے فرمایا: کیا تم میں سے کسی کے لیے یہ ممکن نہیں کہ قرآن کا ایک تہائی حصہ ایک رات میں پڑھا کرے۔ صحابہ کو یہ عمل بڑا مشکل معلوم ہوا اور انہوں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! ہم میں سے کون اس کی طاقت رکھتا ہے؟ اس پر آپ نے فرمایا ((اللَّهُ تَوَاحِدُ اللَّهُمَّ ثُلُثُ الْقُرْآنِ)) ”سورۃ اخلاص قرآن مجید کا ایک تہائی حصہ ہے (یعنی جو ایک مرتبہ سورۃ اخلاص کی تلاوت کرتا ہے اسے ایک تہائی قرآن کے برابر ثواب ملتا ہے)۔“ [بخاری (۵۰۱۵) کتاب تفسیر القرآن: باب فضل قل هو اللہ أَحَدُ، مسلم (۸۱۱)]

سلام پھیلانا، کھانا کھلانا، صلوات حسی کرنا اور تہجد پڑھنا

20- حضرت عبد اللہ بن سلام رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((يَا أَيُّهَا النَّاسُ! أَفْسُوا السَّلَامَ وَأَطْعِنُوا الظَّعَامَ وَصِلُوا الْأَرْحَامَ وَصَلُّوا بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامٌ تَدْخُلُوا الْجَنَّةَ بِسَلَامٍ)) ”اے لوگو! سلام کو پھیلاؤ، کھانا کھلایا کرو، رشتہ دار یاں ملاؤ، رات کو اس وقت نماز پڑھا

کرو جب لوگ سور ہے ہوں، تم سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔” [صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۱۳۲۲) کتاب اقامة الصلاة والسنۃ فیہا، ترمذی (۲۸۸۵)]

فوائد: سلام کا معنی ہے سلامتی، جس کے ذریعے ہر مسلمان اپنے بھائی کو ملاقات کے وقت سلامتی کی دعا دیتا ہے، جس سے باہمی محبت میں اضافہ ہوتا ہے، اسی آپس کی محبت کو ایمان کی علامت قرار دیا گیا ہے۔ [مسلم (۵۲) کتاب الایمان، ابو داود (۵۱۹۳)] [سلام کو عام کرنے کا طریقہ رسول اللہ ﷺ نے یہ بتایا ہے کہ ہر شخص کو سلام کہو خواہ تم اسے جانتے ہو یا نہ جانتے ہو۔ [بخاری (۱۲) کتاب الایمان، مسلم (۳۹)] احادیث میں ایک مسلمان کے دوسرے مسلمان پر چھ حقوق کا ذکر ملتا ہے جن میں سے ایک حق یہ بیان کیا گیا ہے کہ ایک مسلمان جب بھی اپنے کسی دوسرے مسلمان بھائی سے ملے تو اسے سلام کہے۔ [مسلم (۲۱۶۲) کتاب السلام، بخاری (۱۲۳۰)] علاوہ ازیں اسلام نے گھروں میں داخل ہونے کا ایک ادب یہ بھی سکھایا ہے کہ گھر میں داخل ہوتے وقت سلام کہا جائے۔ [النور: ۲۷]

کھانا کھلانے کے لیے قربی رشتہ داروں کو ترجیح دینی چاہیے جیسا کہ ایک حدیث میں فرمائی گئی ہے کہ ”اپنے آپ پر خرچ کرو، اگر کچھ زائد ہو تو اپنے گھروں پر خرچ کرو، اگر کچھ گھروں کی ضرورت سے بھی زائد ہو تو اپنے قربی رشتہ داروں پر خرچ کرو۔“ [مسلم (۹۹) کتاب الزکاة، ابو داود (۳۹۵۷)] نیز یہ بھی ملحوظ رکھنا چاہیے کہ جسے کھانا کھلایا جا رہا ہے وہ نیک اور پرہیز گار انسان ہو جیسا کہ ایک دوسری حدیث میں فرمائی گئی ہے کہ ”صرف مومن کو دوست بناؤ اور تمہارا کھانا صرف پرہیز گار ہی کھائے۔“ [صحیح الجامع الصغیر (۷۳۲۱) صحیح الترغیب (۳۰۳۶)] جس شخص کو کھانا کھلایا جائے وہ دعوت دینے والے کو یہ دعا دے ((اللَّهُمَّ أَطْعِمَ مَنْ أَطْعَمْتَنِي وَأَسْقِي مَنْ سَقَانِي)) ”اے اللہ! تو اسے کھلا جس نے مجھے کھلایا اور تو اسے پلا جس نے مجھے پلایا۔“ [مسلم (۲۰۵۵) کتاب الأشربة، ترمذی (۲۷۱۹)]

صلہ رحمی کا مطلب ہے رشتہ ناطوں کو ملانا، انہیں ٹوٹنے سے بچانا، اگر کوئی رشتہ دار تعلق توڑنے کی کوشش کرے اس کے ساتھ تعلق جوڑنے کی کوشش کرنا وغیرہ وغیرہ۔ احادیث میں صلہ رحمی کی بہت

ترغیب دلائی گئی ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ ”جو شخص اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہے وہ رشتہ داری ملائے۔“ [بخاری (۲۱۳۸) کتاب الأدب، مسلم (۳۸)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اس کے رزق میں فراخی کی جائے اور اس کے نشانات دیر تک باقی رہیں تو وہ رشتہ داری ملائے۔“ [بخاری (۵۹۸۶) کتاب الأدب، مسلم (۲۵۵۷)] ایک اور حدیث میں ہے کہ رشتہ داری توڑنا اللہ تعالیٰ کے نزدیک انتہائی قابل نفرت عمل ہے۔ [صحیح الترغیب (۲۵۲۲) کتاب البر والصلة وغيرهما]

”لوگ سور ہے ہوں تو نماز ادا کرنا“ سے مراد قیام اللیل یعنی نماز تہجد ہے۔ نماز تہجد کا وقت رات کا پچھلا پھر ہے۔ ساری رات قیام کرنا سنت کے خلاف ہے کیونکہ رسول اللہ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ آپ رات کے پہلے حصے میں سوچاتے اور پھر پچھلے حصے میں اٹھ کر نوافل پڑھتے۔ یہ وقت بہت بارکت ہوتا ہے کیونکہ اس وقت اللہ تعالیٰ آسمانِ دنیا پر آ کر خود لوگوں کو پکار رہے ہوتے ہیں کہ کوئی ہے جو بخشش کا طلب گار ہو تو میں اسے بخش دوں اور کوئی ہے جو رزق چاہتا ہو تو میں اسے رزق عطا کر دوں۔ رسول اللہ ﷺ کے تمام الگے پچھلے گناہ بخش دینے گئے تھے لیکن پھر بھی آپ اس قدر طویل قیام فرماتے تھے کہ آپ کے قدموں پر دم آ جاتا۔ [بخاری (۱۱۳۰) کتاب الجمعة، مسلم (۲۸۱۹)] بنی کریم ﷺ صاحبہ کرام کو بھی قیام اللیل کی ان الفاظ میں ترغیب دلایا کرتے تھے کہ بندہ اپنے رب کے سب سے زیادہ قریب رات کے آخری حصے میں ہوتا ہے اس لیے اگر تم اس وقت اٹھ کر اللہ کا ذکر کر سکو تو ضرور کیا کرو۔ [صحیح الترغیب (۲۲۸) کتاب النوافل] یہ ترغیب یقیناً صرف صحابہ کرام کے لیے نہیں تھی بلکہ ہم سب کے لیے ہے اس لیے ہم سب کو کوشش کرنی چاہیے کہ اس وقت اٹھ کر اپنے رب کے حضور سجدہ ریز ہوں اور اپنے گناہوں کو بخشوائیں۔

جھوٹ و عده خلافی امانت میں خیانت سے بچنا.....

21- حضرت انس ﷺ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((تَقْبِلُوا إِلَى بَسْطٍ أَتَقْبَلُ لَكُمُ الْجَنَّةَ قَالُوا: وَمَا هِيَ؟ قَالَ إِذَا حَدَّثَ أَحَدَكُمْ فَلَا يَكْنِبْ وَإِذَا وُعِدَ فَلَا يَخْلُفْ وَإِذَا أُتْسِينَ فَلَا يَيْغُنْ وَغَضِّوا بِأَبْصَارِكُمْ وَكُفَّوْا إِيْدِيكُمْ وَاحْفَظُوا فِرْجَكُمْ))

”میری سات باتیں مان لو میں تمہیں (اس کے بد لے میں) جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ صحابہ نے عرض کیا، وہ باتیں کیا ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جب تم میں سے کوئی بات کرے تو جھوٹ مت بولے، جب وعدہ کرے تو خلاف ورزی مت کرے، جب اسے امانت دی جائے تو خیانت مت کرے، اپنی نظریں پنجی رکھو اپنے ہاتھوں کو (برے کاموں سے) روکے رکھو اور اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرو۔“ [حسن : السلسلة الصحيحة (۳۵۵۱۲) رواہ الحاکم (۳۵۹۶)]

شرک سے اجتناب اور اکان اسلام پر مضمبوطی سے عمل کرنا

22- حضرت معاذ بن جبل رض سے مردی ہے کہ

((كُنْتُ مَعَ النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ فِي سَفَرٍ فَأَصْبَحْتُ يَوْمًا قَرِيبًا مِنْهُ وَنَحْنُ نَسِيرٌ فَقُلْتُ يَا رَسُولَ اللَّهِ أَخِيرِنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ وَيُبَاعِدُنِي عَنِ النَّارِ قَالَ لَقَدْ سَأَلْتَنِي عَنْ عَظِيمٍ وَإِنَّهُ لَيَسِيرٌ عَلَىٰ مَنْ يَسِرُّهُ اللَّهُ عَلَيْهِ تَعْبُدُ اللَّهَ وَلَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا وَتُقْيِيمُ الصَّلَاةَ وَتُؤْتِ الزَّكَاةَ وَتَصُومُ رَمَضَانَ وَتَحْجُجُ الْبَيْتَ ثُمَّ قَالَ: أَلَا أَدْلِكَ عَلَىٰ أَبْوَابِ الْخَيْرِ الْضَّوْمِ جُنَاحُهُ وَالصَّدَقَةُ تُنْظَفُ الْخَطِيئَةَ كَمَا يُظْفَفُ الْماءُ النَّارُ وَصَلَاةُ الرَّجُلِ مِنْ جَوْفِ الْلَّيْلِ قَالَ ثُمَّ تَلَّا تَتَجَافَى جُنُوبُهُمْ عَنِ الْمَضَاجِعِ حَتَّىٰ يَلْغَىَ يَعْمَلُونَ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَخِيرُكَ بِرَأْسِ الْأَمْرِ كُلُّهُ وَعَمُودُهُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ قُلْتُ بَلِّي يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ رَأْسُ الْأَمْرِ إِلَّا سَلَامٌ وَعَمُودُهُ الصَّلَاةُ وَذِرْوَةُ سَنَامِهِ إِجْهَادُهُ ثُمَّ قَالَ أَلَا أَخِيرُكَ بِهِلَالِكَ ذَلِكَ كُلُّهُ قُلْتُ بَلِّي يَا نَبِيَّ اللَّهِ فَأَخْذَ بِلِسَانِهِ قَالَ كُفَّ عَلَيْكَ هَذَا فَقُلْتُ يَا نَبِيَّ اللَّهِ وَإِنَّا لَمُؤْخَذُونَ بِمَا تَشَكَّلُ مِنْكَ أَمْكَنْتَ يَا مُعَاذَ وَهُلْ يَكُبُّ النَّاسُ فِي النَّارِ عَلَىٰ وُجُوهِهِمْ أَوْ عَلَىٰ مَنَاخِرِهِمْ إِلَّا حَصَائِدُ الْسَّنَاهِمْ))

”میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے اور مجھے آتش جہنم سے دور کر دے۔ آپ نے فرمایا، یقیناً تو نے بہت بڑی بات کے

متعلق سوال کیا ہے اور بلاشبہ یہ ایسے شخص کے لیے نہایت آسان ہے جسے اللہ تعالیٰ توفیق دے۔ ٹواللہ کی عبادت کر، اس کے ساتھ کسی کوششیک نہ تھہرا، نماز قائم کر، زکوٰۃ ادا کر، رمضان کے روزے رکھ اور بیت اللہ کا حج کر۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں خیر کے دروازوں کے متعلق نہ بتاؤ؟ (تو یاد رکھ) روزہ ڈھال ہے، صدقہ گناہوں کو اس طرح منادیتا ہے جیسے پانی آگ کو بمحادیتا ہے اور آدمی کا آدمی رات کو (امٹھ کر) نفل نماز ادا کرنا (مراد تجد ہے)۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی ”ان کے پہلو اپنے بستروں سے دور رہتے ہیں..... یہ آیت آپ نے یَعْمَلُونَ تک تلاوت فرمائی۔“ اس کے بعد آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں سارے معاملے کی بنیاد اس کے ستون اور اس کی چوٹی کے متعلق نہ بتاؤ؟ میں نے عرض کیا، ضرور اے اللہ کے رسول! آپ نے فرمایا، معاملے کی بنیاد (اور اصل) اسلام ہے، اس کا ستون نماز ہے اور اس کی چوٹی جہاد ہے۔ پھر آپ نے فرمایا، کیا میں تمہیں ایسا عمل نہ بتاؤ جس پر سارے اعمال کا دار و مدار ہے؟ میں نے عرض کیا، کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ نے اپنی زبان مبارک کو پکڑ لیا اور فرمایا اسے تحام کر رکھ۔ میں نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! بھلا جو ہم اپنی زبانوں سے باتیں کرتے ہیں کیا ان پر بھی موآخذہ ہوگا؟ آپ نے فرمایا، اے معاذ! تیری ماں تجھے گم پائے، لوگوں کو دوزخ میں چھروں اور نہنوں کے بل گرانے والی ان کی زبانوں کی کئی ہوئی باتیں ہی تو ہوں گی۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۶۱۶) کتاب الایمان، ابن ماجہ (۳۹۷۳)]

دینی علم حاصل کرنے کے لیے نکلنے

23- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((وَمِنْ سَلَكَ طَرِيقًا يَلْتَمِسُ فِيهِ عِلْمًا سَهَّلَ اللَّهُ لَهُ بِهِ طَرِيقًا إِلَى الْجَنَّةِ))“جو شخص علم حاصل کرنے کے لیے کسی راستے پر چلا، اللہ تعالیٰ اس کے لیے اس کے بد لے جنت کی جانب راستہ آسان بنادیں گے۔“ [مسلم (۲۶۹۹) کتاب الذکر والدعاء: باب فضل

الاجتماع على تلاوة القرآن وعلى الذكر]

فوائد: طلب علم کے لیے نکلنے کی فضیلت میں رسول اللہ ﷺ نے یہ بھی فرمایا ہے کہ ”جو شخص اپنے گھر سے صرف طلب علم کے لیے نکلتا ہے، اس کے لیے فرشتے اپنے پر بچھادیتے ہیں۔“ [صحیح الترغیب (۱۸) کتاب العلم، ترمذی (۲۶۸۲)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ ”جو شخص صحیح کے وقت مسجد کی طرف گیا اور اس کا ارادہ صرف کوئی خیر و بھلائی کا کام سیکھنا یا سکھانا تھا تو اسے مکمل حج کرنے والے کے برابر اجر ملے گا۔“ [صحیح الترغیب (۸۲) کتاب العلم، رواہ الطبرانی فی الکبیر]

واضح رہے کہ جس روایت میں طلب علم کے لیے چین تک جانے کا ذکر ہے وہ موضوع ومن گھڑت ہے۔ [دیکھئے: الموضوعات لابن الجوزی (۲۱۵۱) ترتیب الموضوعات للذهبی (۱۱۱) الفوائد المجموعۃ (۸۵۲)]

غصہ نہ کرنا

24- حضرت ابو درداء رض سے مردی ہے کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کیا، مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جو مجھے جنت میں داخل کر دے؟ تو آپ نے فرمایا: ((لَا تَغْضِبْ وَلَكَ الْجَنَّةُ)) ”غصہ نہ کر جبھے جنت مل جائے گی۔“ [صحیح الترغیب (۲۷۳۹) کتاب الأدب، صحیح الجامع الصغیر (۷۳۷۲)]

25- حضرت معاذ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ كَظَمَ غَيْظًا وَهُوَ قَادِرٌ عَلَى أَنْ يُنْفِدَهُ دَعَاءُ اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ عَلَى رُؤُوسِ الْخَلَائِقِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ حَتَّى يُخَيِّرَ كُلُّ اللَّهُ مِنَ الْحُوْرِ الْعَيْنِ مَا شَاءَ)) ”جس نے غصہ پی لیا اور وہ اسے نافذ کرنے (یعنی غصہ نکالنے) پر بھی قادر تھا تو اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت تمام مخلوقات کے سامنے بلا کسی گھنی کا سے حور عین میں سے جسے چاہے (پسند کر لینے کا) اختیار دیں گے۔“ [حسن: صحیح ابو داود، ابو داود (۳۷۷۷) کتاب الأدب: باب من كظم غيظاً، ابن ماجہ (۳۱۸۶)]

فوائد: حدیث شریف میں ایسے شخص کو اصل پہلوان قرار دیا گیا ہے جو اپنے غصے پر قابو پالیتا ہے۔ [بخاری (۶۱۱۲) کتاب الادب، مسلم (۲۶۰۹)] اگر کسی کو غصہ آجائے تو غصہ دور کرنے کے لیے رسول اللہ ﷺ نے یہ طریقے بتائے ہیں: جسے غصہ آیا ہے وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جائے، اس طرح کرنے سے اگر غصہ رفع ہو جائے تو مٹھک ورنہ لیٹ جائے۔ [صحیح ابو داود، ابو داود (۳۷۸۲)] یاً أَعُوذُ بِاللَّهِ إِذْ هَلَّ يَدُكَ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس دو آدمی ایک دوسرے کو گالی گلوچ کرنے لگے، ان میں سے ایک آدمی اس قدر غصب ناک ہوا کہ اس کا چہرہ سرخ ہو گیا اور اس کی رگین پھول گئیں۔ نبی کریم ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا، مجھے ایک ایسے کلمے کا علم ہے کہ اگر یہ اسے کہہ لے تو اس سے یہ چیز (یعنی غصہ) ختم ہو جائے (اور وہ ہے) ((أَعُوذُ بِاللَّهِ وَمِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيمِ)) [بخاری (۶۰۳۸) کتاب الادب، مسلم (۲۶۱۰)]

یاد رہے کہ جس روایت میں ہے کہ ”غضہ شیطان کی طرف سے ہے اور شیطان آگ سے پیدا کیا گیا ہے اور آگ کو صرف پانی کے ساتھ بجھایا جاتا ہے، اس لیے تم میں سے جسے غصہ آئے وہ وضو کر لے۔“ وہ ضعیف ہونے کی وجہ سے قبل جلت نہیں۔ [ضعیف ابو داود، ابو داود (۳۷۸۳) کتاب الأدب]

صحیح و شام سید الاستغفار پڑھنا

26- حضرت شداد بن اوس رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سید الاستغفار یہ ہے کہ بندہ کہے ((اللَّهُمَّ أَنْتَ رَبِّيْ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ، خَلَقْتَنِيْ وَأَنَا عَبْدُكَ، وَأَنَا عَلَىْ عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ، أَعُوذُ بِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ، أَبُوْلَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ، وَأَبُوْلَكَ بِذَنْبِي، فَاغْفِرْ لِي، فَإِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبُ إِلَّا أَنْتَ)) ”اے اللہ! تو ہی میر ارب ہے، تیرے سوا کوئی معبد برحق نہیں، تو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور میں اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور تیرے وعدے پر قائم ہوں، میں تیرے ذریعے سے اس چیز کے شر سے پناہ مانگتا ہوں جس کا میں نے ارتکاب کیا، میں تیرے اس انعام کا اقرار کرتا ہوں جو مجھے پر ہوا اور میں اپنے گناہوں کا اقرار کرتا ہوں، لہذا تو مجھے معاف کر دے۔ حقیقت یہ ہے کہ گناہوں کو صرف تو

ہی معاف کر سکتا ہے۔“

پھر آپ نے فرمایا ((مَنْ قَالَهَا مِنَ النَّهَارِ مُوقِنًا بِهَا فَمَا تَمْنَعُ يَوْمَهُ قَبْلَ أَنْ يُمْسِي فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ، وَمَنْ قَالَهَا مِنَ اللَّيْلِ وَهُوَ مُوقِنٌ بِهَا فَمَا تَقْبِلُ أَنْ يُصْبِحَ فَهُوَ مِنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ)) ”جس شخص نے یہ کلمات (دلی) یقین کے ساتھ دن میں کہے اور وہ اس دن شام سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے اور جس نے یہ کلمات رات کو یقین کے ساتھ کہے اور وہ صبح ہونے سے پہلے فوت ہو گیا تو وہ جنتی ہے۔“ [بخاری (۶۳۲۳) کتاب الدعوات : باب ما يقول اذا أصبح]

مسلمانوں کی جماعت کو لازم پکونا

27- حضرت ابن عمر رض علیہما السلام کرتے ہیں کہ حضرت عمر رض علیہما السلام نے ہمیں جابیہ مقام (دمشق کی ایک بستی کا نام) میں خطبہ دیا اور فرمایا ’اے لوگو! میں تم میں اس طرح کھڑا ہوا ہوں جیسے رسول اللہ ﷺ ہم میں کھڑے ہوئے تھے اور فرمایا تھا:

((أُوصِيكُمْ بِإِصْنَاعِيِّيِّيْنَ إِنَّمَا الَّذِينَ يَلُوَّهُمْ إِنَّمَّا الَّذِينَ يَلُوَّهُمْ فَمَ يَفْشُو الْكَنْدِبُ حَتَّى يَجْعَلَ الرَّجُلَ وَلَا يُسْتَخْلِفَ وَيَشْهَدَ الشَّاهِدُ وَلَا يُسْتَشْهِدُ أَلَا يَجْلُونَ رَجُلَ يَأْمُرُ أَيِّ إِلَّا كَانَ قَاتِلَهُمْ الشَّيْطَانُ عَلَيْكُمْ بِالْجَمَاعَةِ وَإِنَّكُمْ وَالْفُرْقَةَ فَإِنَّ الشَّيْطَانَ مَعَ الْوَاحِدِ وَهُوَ مِنَ الْاثْنَيْنِ أَبْعَدُ مَنْ أَرَادَ بُعْجُوبَةَ الْجَنَّةِ فَلَيَلِزِمُ الْجَمَاعَةَ مَنْ سَرَّتْهُ حَسَنَتْهُ وَسَأَنَتْهُ سَيِّئَتْهُ فَذَلِكُمُ الْمُؤْمِنُونَ))

”میں تمہیں اپنے صحابہ کے ساتھ (بھلے برتاو کی) وصیت کرتا ہوں، پھر ان کے ساتھ جو ان کے بعد آئیں (یعنی تابعین) اور پھر ان کے ساتھ جوان کے بعد آئیں (یعنی تبع تابعین)۔ پھر جھوٹ پھیل جائے گا حتیٰ کہ آدمی حلف اٹھائے گا مگر اس سے حلف طلب نہ کیا گیا ہو گا اور آدمی گواہی دے گا مگر اس سے گواہی طلب نہ کی گئی ہو گی۔ خبردار! کوئی آدمی کسی (اجنبی) عورت کے ساتھ ہرگز تہائی اختیار نہ کرے، ورنہ ان کا تیرسا ساتھی شیطان ہو گا۔ جماعت کو لازم پکڑو اور

علیحدگی سے بچو۔ کیونکہ اکیلے (مسلمانوں کی جماعت کو چھوڑ دینے والے) کے ساتھ شیطان ہوتا ہے اور وہ دو آدمیوں سے دور ہوتا ہے۔ جو شخص جنت کے بہترین مقام پر رہائش چاہتا ہے وہ جماعت کو لازم پکڑے۔ جسے اس کی نیکی اچھی لگے (جب وہ کرے) اور اس کی برائی غمگین کرے تو تم میں وہی مومن ہے۔ [صحیح ترمذی، ترمذی (۲۱۶۵) کتاب

الفتن: باب ماجاء فی لزوم الجماعة، السلسلة الصحيحة (۲۳۰)]

فوائد: مسلمانوں کی جماعت سے مراد ایسی جماعت ہے جو تمام مسلمانوں پر مشتمل ہو اور ان کا امیر و حکمران ایک ہو جس کی اطاعت سب مسلمانوں پر واجب ہو۔ ایسی جماعت و امیر دو رہاضر میں مفہود ہے۔

حکمران کا عدل کرنا، ہر مسلمان کے لیے زم دل ہونا اور سوال سے بچنا

28- حضرت عیاض بن حمار رجائی رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک روز اپنے خطبے میں ارشاد فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ تَلَاهُتُهُ، ذُو سُلْطَانٍ مُقْسِطٍ مُتَصَدِّقٍ مُؤْفَقٍ وَرَجُلٌ رَقِيقٌ
الْقَلْبِ لِكُلِّ ذِي قُرْبَى وَمُسْلِمٌ وَعَفِيفٌ مُتَعَفِّفٌ ذُو عِيَالٍ))

”جنت میں داخل ہونے والے لوگ تین طرح کے ہیں: ① حکمران، انصاف کرنے والا، حق بولنے والا اور جسے نیک کاموں کی توفیق دی گئی ہو ② ایسا آدمی جو ہر قربابت دار اور ہر مسلمان کے لیے مہربان اور زم دل ہے ③ پاکدامن اور فقر و فاقہ کے باوجود سوال سے بچنے والا۔“

[مسلم (۲۸۶۵) کتاب الجنۃ....: باب الصفات التي يعرف بها في الدنيا أهل الجنۃ]

فوائد: روز قیامت جب اللہ کے سائے کے علاوہ کسی چیز کا سایہ نہیں ہوگا اور اللہ تعالیٰ جن سات آدمیوں کو اپنے سائے میں سے سایہ عطا فرمائیں گے ان میں سے ایک عادل حکمران بھی ہو گا۔ [بخاری (۲۶۰) کتاب الأذان، مسلم (۱۰۳۱)] ایک دوسری حدیث میں ہے کہ فیصلہ گرنے میں اپنے گھروں میں اور اپنے ماتحت لوگوں میں عدل و انصاف کرنے والے روز قیامت اللہ تعالیٰ کے پاس نور کے منبروں پر جلوہ افروز ہوں گے۔ [مسلم (۱۸۲۷) کتاب الامارة،

(۲۲۱۸) نسائی (])

زمری اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے، یہی وجہ ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نہ نم ہے اور سارے معاملات میں زمری کو ہی پسند فرماتا ہے۔ [بخاری (۲۰۲۳) کتاب الأدب، مسلم (۲۱۶۵)] زمری ایسی عظیم نعمت ہے جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ اپنی ایسی چیزیں عطا فرمادیتے ہیں جو سختی سے کبھی بھی عطا نہیں فرماتے۔ فرمان نبوی ہے کہ زمری جس چیز میں بھی ہوتی ہے اسے مزین بنا دیتی ہے اور جس چیز سے نکال لی جاتی ہے اسے خراب کر دیتی ہے۔ [مسلم (۲۵۹۳) کتاب البر والصلة والأداب] ایک مرتبہ ایک دیہاتی نے مسجد میں پیشافت کرنا شروع کر دیا، صحابہ اسے جھٹکنے اور بھگانے کے لیے اٹھئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ کمال زمری کا مظاہرہ کرتے ہوئے صحابہ کو روک دیا۔ جب وہ پیشافت سے فارغ ہو گیا تو صحابہ کو اس پر پانی کا ایک ڈول بھانے کا حکم دیا اور فرمایا کہ بلاشبہ تمہیں آسانی کرنے والے بناء کر بھیجا گیا ہے، تلکی کرنے والے بناء کرنہیں۔ [بخاری (۲۲۰) کتاب الوضوء]

ایسے لوگ جو فقر و فاقہ کے باوجود دوسروں سے سوال نہیں کرتے یقیناً عظیم درجات کے مالک ہیں اور یہی لوگ زکوٰۃ و صدقات کے بھی زیادہ مستحق ہیں جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”صدقات کے مستحق صرف وہ غرباء ہیں جو اللہ کی راہ میں روک دیئے گئے“، جو ملک میں چل پھر نہیں سکتے، نادان لوگ ان کی بے سوالی کی وجہ سے انہیں مال دار خیال کرتے ہیں، آپ ان کے چہرے دیکھ کر قیافہ سے انہیں پہچان لیں گے، وہ لوگوں سے چھٹ کر سوال نہیں کرتے۔ [آلہ بقرہ: ۲۷۳] انسان اگر صبر و تحمل سے کام لے اور سوال سے بچنے کی کوشش کرے تو اللہ تعالیٰ اسے سوال سے بھی بچا لیتے ہیں اور اس کی ضرورت بھی پوری کر دیتے ہیں۔ لیکن جو لوگ بلا ضرورت ہی مانگتے پھرتے ہیں انہیں یہ یاد رکھنا چاہیے کہ انہیں روزِ قیامت اس حال میں اٹھایا جائے گا کہ ان کے چہروں پر گوشت کا ایک ٹکڑا بھی نہیں ہو گا۔ [بخاری (۱۲۸۲) کتاب الز کاہ، مسلم (۱۰۳۰)] اور ایک فرمان نبوی یوں ہے کہ اگر سوال کرنے والے کو علم ہو جائے کہ اس میں اس کے لیے کیا ذلت و سوائی اور گناہ ہے تو وہ کبھی سوال نہ کرے۔ [صحیح الترغیب (۷۹) کتاب الصدقات] اس لیے حتیٰ الوضع سوال سے بچنے کی ہی کوشش کرنی چاہیے۔ حدیث میں آتا ہے جو شخص سوال سے بچنے کی کوشش کرتا ہے اللہ تعالیٰ اسے بچنے

کی توفیق عطا فرمادیتے ہیں۔ [بخاری (۱۲۶۹) کتاب الزکاۃ، مسلم (۱۰۵۳)]

حیاء کا دامن نہ چھوڑنا

29- حضرت ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْحَيَاةُ مِنَ الْإِيمَانِ، وَالإِيمَانُ فِي الْجَنَّةِ، وَالْبَذَاءُ مِنَ الْجَفَاءِ، وَالْجَفَاءُ فِي النَّارِ))

”حیاء ایمان سے ہے اور ایمان (والے) جنت میں ہوں گے اور بد اخلاقی ظلم سے ہے اور ظلم (والے) دوزخ میں ہوں گے۔“ [صحيح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۰۰۹) کتاب البر والصلة، ابن ماجہ (۳۱۸۳) کتاب الزهد، السلسلة الصحيحة (۲۹۵)]

فوائد: حیاء کے متعلق رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ حیاء صرف خیر کا ہی باعث بنتی ہے اور ایک حدیث میں ہے کہ حیاء ساری کی ساری خیر ہی ہے۔ [بخاری (۷۱۱) کتاب الأدب، مسلم (۳۷) کتاب الإيمان] ایک مرتبہ رسول اللہ ﷺ انصار کے ایک ایسے آدمی کے پاس سے گزرے جو اپنے بھائی کو حیاء کے متعلق نصیحت کر رہا تھا (کہ تو ہر وقت شرما تاہی رہتا ہے، اتنی حیاء اچھی نہیں وغیرہ غیرہ) تو آپ نے اسے فرمایا، اسے (اس کے حال پر) چھوڑ دو کیونکہ یقیناً حیاء تو ایمان کا حصہ ہے۔ [بخاری (۲۲) کتاب الإيمان، مسلم (۳۶)] ایک اور حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ایمان کی ستر سے کچھ اور پر شاخیں بین یا (راوی کو) شک ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا، ساٹھ سے کچھ اور پر شاخیں بین، ان میں سے افضل ”لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ“ کہنا ہے اور ان میں سے ادنیٰ راستے سے تکلیف دہ چیز ہٹانا ہے اور حیاء بھی ایمان کا حصہ ہے۔ [بخاری (۹) مسلم (۳۵) ابو داود (۳۶۷۶)]

واضح رہے کہ جس حیاء کو ایمان کا حصہ قرار دیا گیا ہے یاد گیر احادیث میں جس کی مدح و تائش بیان کی گئی ہے، اس سے مراد ایسی حیاء ہے جو انسان کو گناہ چھوڑنے پر ابھارے، شیطان اس سے جب بھی کوئی برا کام کرانے لگے اسے حیاء آجائے اور وہ اس کام سے روک جائے۔ اس سے ایسی حیاء ہرگز مراد نہیں جو انسان کو کسی نیکی کے کام سے روک دے مثلاً اگر کسی سے کہا جائے کہ وہ تلاوت کرتے تو وہ حیاء کرے اور تلاوت نہ کر سکے، اسی طرح کسی سے وعظ و نصیحت کی درخواست کی جائے اور اسے حیاء کی

جنت واجب کرنے والے اعمال

۳۲

وجہ سے ایسا کرنے میں دشواری ہو وغیرہ وغیرہ۔ یاد رکھئے اس کے علاوہ جو بھی امور دینیہ ہیں یا احکام شرعیہ ہیں ان پر عمل کرنے سے انسان کو حیاء نہیں آتی چاہیے کیونکہ وہ باعث اجر و ثواب ہیں اور ان میں سے بعض تو فرض واجب ہیں، جنہیں چھوڑنا موجب سزا ہے۔

اللہ کے رب ہونے اسلام کے دین ہونے اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو جانا

30- حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ رَضِيَتُ بِاللَّهِ رَبِّيَا، وَبِالإِسْلَامِ دِينَا، وَمُحَمَّدًا رَسُولًا، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

”جس شخص نے کہا، میں اللہ کے رب ہونے پر اسلام کے دین ہونے پر اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہو گیا تو اس کے لیے جنت واجب ہو گئی۔“ [صحیح: صحیح ابو داؤد، ابو داؤد (۱۵۲۹) کتاب الصلاۃ: باب فی الاستغفار، السلسلة الصحيحة (۳۲۲)] فوائد: راضی ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ محض زبان سے ہی رضامندی کا اظہار کر دے اور بس، بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ اپنے عمل سے اس کا ثبوت بھی پیش کرے، تب جنت میں داخلہ ممکن ہو گا۔

سچ بولنا اور جھوٹ سے بچنا

31- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((عَلَيْكُمْ بِالصِّدْقِ، فَإِنَّ الصِّدْقَ يَهْدِي إِلَى الْبَرِّ، وَإِنَّ الْبَرَّ يَهْدِي إِلَى الْجَنَّةِ، وَمَا يَرِيَ الْرَّجُلُ يَصُدُّقُ، وَيَتَحَرَّى الصِّدْقَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ صِدْيقًا، وَإِنَّمَا يُكْرِنُ الْكَذِيبَ، فَإِنَّ الْكَذِيبَ يَهْدِي إِلَى الْفُجُورِ، وَإِنَّ الْفُجُورَ يَهْدِي إِلَى النَّارِ، وَلَا يَرِي الْرَّجُلُ يَكْذِبُ وَيَتَحَرَّى الْكَذِيبَ حَتَّى يُكْتَبَ عِنْدَ اللَّهِ كَذَابًا))

”سچ کو لازم پکڑو، بلاشبہ سچ نیکی کی طرف لے جاتا ہے اور نیکی جنت کی طرف لے جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ سچ بولتا رہتا ہے اور سچ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں صدیق لکھ دیا جاتا ہے اور جھوٹ سے بچو، بلاشبہ جھوٹ گناہ کی طرف لے جاتا ہے اور گناہ دوزخ کی

جنت واجب کرنے والے اعمال

۳۳

طرف لے جاتا ہے اور آدمی ہمیشہ جھوٹ بولتا رہتا ہے اور جھوٹ بولنے کی کوشش کرتا رہتا ہے حتیٰ کہ اللہ کے ہاں کذاب لکھ دیا جاتا ہے۔“ [مسلم (۷۲۰) کتاب البر والصلة والآداب: باب قبح الكذب وحسن الصدق وفضله]

فوائد: سچ بولنے سے انسان کا میابی اور جنت کی طرف اس طرح جاتا ہے کہ جب وہ سچ بولنے کا تجیہ کر لیتا ہے تو اس کے تمام گناہ ہی ختم ہو جاتے ہیں کیونکہ اسے علم ہوتا ہے کہ اگر اس نے کوئی گناہ کا کام کیا اور پھر اس سے اس کے متعلق پوچھا گیا تو اس نے سچ ہی بولنا ہے اس طرح سب کو اس کے کیے ہوئے گناہ کا علم ہو جائے گا اور پھر تمام جانے والوں میں ذلت و رسائی ہوگی۔ اس لیے وہ ہر قسم کے گناہ سے سچ جاتا ہے اس طرح وہ دنیا میں بھی سچ کی برکت کی وجہ سے عزت و رفتہ حاصل کرتا ہے اور سچ کو اپنانے کی وجہ سے جو وہ گناہوں سے محفوظ ہوا ہے اس سے آخرت میں بھی کامیابی اس کا مقدر بن جاتی ہے۔

جبکہ جھوٹ بولنے والے کو ایسا کوئی خوف نہیں ہوتا لہذا وہ بلا خوف و خطر گناہ پر گناہ کرتا جاتا ہے اور پھر اسے چھپانے کے لیے جھوٹ پر جھوٹ بولتا جاتا ہے۔ جس سے ایک طرف دنیا میں اس کا وقار محروم ہوتا ہے کیونکہ بالآخر حقیقت سامنے آئی جاتی ہے اور دوسری طرف وہ آخرت میں سخت سزا کا مستحق قرار پاتا ہے۔ اس لیے ہمیشہ جھوٹ سے بچنے اور سچائی کو اپنانے کی کوشش کرنی چاہیے۔

بالاضرورت کسی کے سامنے دست سوال دراز نہ کرنا

32- حضرت ثوبان رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((مَنْ يَكُفُلْ لِي أَنْ لَا يَسْأَلَ النَّاسَ شَيْئًا وَأَتَكَفَلَ لَهُ بِالْجَنَّةَ؛ قَالَ تَوْبَانُ: أَفَا، فَكَانَ لَا يَسْأَلُ أَحَدًا شَيْئًا))

”کون ہے جو مجھے ضمانت دیتا ہے کہ وہ لوگوں سے کچھ نہیں مانگے گا تو میں اسے جنت کی ضمانت دیتا ہوں؟“ حضرت ثوبان رض نے کہا، میں۔ پھر وہ کسی سے کچھ نہیں مانگتے تھے۔“ [صحیح: صحيح ابو داود، ابو داود (۱۴۳) کتاب الزکاة: باب کراہیۃ المسألة]

اذان کا جواب دینا

33- حضرت عمر بن خطاب رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْمُؤْدِنُ: إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، فَقَالَ أَحَدُ كُمْ: إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، ثُمَّ قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، قَالَ: أَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّداً رَسُولُ اللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَقٌّ عَلَى الصَّلَاةِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: حَقٌّ عَلَى الْفَلَاحِ، قَالَ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، ثُمَّ قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، قَالَ: إِنَّ اللَّهَ أَكْبَرُ اللَّهُ أَكْبَرُ، ثُمَّ قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، قَالَ: لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مَنْ قَلِبَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”جب موذن کہے ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ تو تمہارا ایک کہے ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پھر موذن کہے ”اٹھد آن لا الہ الا اللہ“ تو وہ کہے ”اٹھد آن لا الہ الا اللہ“ پھر موذن کہے ”اٹھد آن محمد رسول اللہ“ تو وہ کہے ”حی علی اصلاح“ تو وہ کہے ”لا حوال ولا قوۃ الا باللہ“ پھر موذن کہے ”حی علی الفلاح“ تو وہ کہے ”لا حوال ولا قوۃ الا باللہ“ پھر موذن کہے ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ تو وہ کہے ”اللہ اکبر اللہ اکبر“ پھر موذن کہے ”لا الہ الا اللہ“ تو وہ کہے ”لا الہ الا اللہ“ (وہ یہ سارے کلمات) دل سے کہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔“ [مسلم (۳۸۵)]

كتاب الصلاة: باب استحباب القول مثل قول المؤذن لم سمعه]

فوائد: اذان کے جواب کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ ”جب تم اذان سن تو اسی طرح کہو جیسے موذن کہتا ہے۔“ [بخاری (۶۱) کتاب الأذان، مسلم (۳۸۳) کتاب الصلاة] اس حدیث کی وجہ سے ہر اذان سننے والے کو چاہیے کہ اذان کا جواب دے۔ اذان کا جواب کیسے دیا جائے؟ اس کا بیان مذکورہ بالا حدیث میں گزر چکا ہے۔ البتہ کیا ایک سے زیادہ اذانیں سننے والا ہر اذان کا جواب دے یا صرف ایک اذان کا ہی جواب دے؟ تو اس کے متعلق سلف میں اختلاف رہا ہے۔ تاہم ہماری رائے اس مسئلہ میں یہ ہے کہ انسان کو چاہیے کہ جو اذان پہلے سنے اس کا جواب دے دے ہر اذان کا جواب دینا ضروری نہیں۔ (واللہ عالم)

مسجد میں ہی رہائش اختیار کر لیتا

34- حضرت ابو درداء رض سے مروی ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((المسجد بيت كلّ تقىٰ و تکفل الله لمن كان المسجد بيته، بالروح والرحمة، والجواز على الصراط إلى رضوان الله إلى الجنة))

”مسجد ہر مقیٰ پر ہیز گار کا گھر ہے اور جس کا گھر مسجد ہو اللہ تعالیٰ نے اس کی مذکونے اس پر رحمت و شفقت کرنے اور اسے اپنی رضامندی اور جنت کی طرف پل صراط عبور کرانے کا ذمہ لیا ہے۔“ [امام منذری] نے کہا ہے کہ اسے طبرانی نے مجنم کبیر اور او سط میں اور بزار نے روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ اس کی سند حسن ہے اور وہی بات درست ہے جو انہوں نے کہی ہے۔ [الترغیب والتربیہ (۲۲۱، ۲۲۲) علامہ البانی] نے کہا ہے کہ اس روایت کے صرف اتنے لفظ ہی قابل جلت ہیں ”مسجد ہر مقیٰ کا گھر ہے۔“ باقی لفظ ثابت نہیں۔ [دیکھئے: ضعیف الترغیب (۲۰۷) صحیح الترغیب (۳۲۰)]

مسجد کی طرف جانا

35- حضرت ابو موسیٰ اشعری رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ غَدَ إِلَى الْمَسْجِدِ وَرَأَحَّ أَعْدَ اللَّهُ لَهُ نُزْلَةً مِنَ الْجَنَّةِ كُلَّمَا غَدَ أُوْرَاحَ))

”جو شخص صبح کو اور شام کو مسجد کی طرف گیا اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں مہمان نوازی کا سامان (ہر مرتبہ) تیار کر دیتے ہیں جب بھی وہ صبح یا شام کے وقت گیا۔“ [بخاری (۶۶۲) کتاب الأذان: باب فضل من غدا إلى المسجد ومن راح، مسلم (۶۶۹)]

فوائد: اوقات نماز کی پابندی کرنا اور نماز کے لیے مساجد میں پہنچنا انتہائی فضیلت والا عمل ہے۔ ارشادِ نبوی ہے کہ جو شخص اپنے گھر میں وضوء کرے، پھر اللہ کے گھروں میں سے کسی گھر (یعنی مسجد) کی طرف چل کر جائے، تاکہ اللہ تعالیٰ کے فرائض میں سے کوئی فرض (نماز) ادا کرے تو اس کے دونوں قدموں میں سے ایک قدم گناہ مٹاتا جاتا ہے اور دوسرا قدم درجات بلند کرتا جاتا ہے۔ [مسلم]

[۶۶۶) کتاب المساجد و موضع الصلاۃ، ابن حبان (۲۰۲۳)]

مسلم چالیس نمازیں باجماعت تکبیر اولیٰ کے ساتھ ادا کرنا

36- حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَلَّى اللَّهُ أَرْبَعِينَ يَوْمًا فِي جَمَاعَةٍ يُذْكَرُ التَّكْبِيرَةُ الْأُولَى، كُتُبَتْ لَهُ بَرَائَةٌ بَرَائَةٌ مِنَ النَّفَاقِ))

”جس شخص نے رضائے الہی کی خاطر چالیس دن باجماعت نماز ادا کی اور تکبیر اولیٰ حاصل کی تو اس کے لیے دو (چیزوں سے) براءت لکھ دی جاتی ہے۔ ایک آتش جہنم سے براءت اور دوسرا نفاق سے براءت۔“ [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۶۳۶۵)]

ترمذی (۲۲۱) أبواب الصلاۃ: باب ما جاء فی فضل التکبیرة الأولى]

اندھیروں میں مسجد کی طرف چل کر حبنا

37- حضرت بریہہ اسلمی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((بَشِّرِ الْمَشَايِئِينَ فِي الظُّلْمِ إِلَى الْمَسَاجِدِ إِلَيْهَا يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

”اندھیروں میں مساجد کی طرف بہت زیادہ چل کر جانے والوں کو روزِ قیامت مکمل نور کی بشارت دے دو۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۲۳) أبواب الصلاۃ: باب ما جاء فی فضل العشاء والفجر فی الجماعة، ابن ماجہ (۷۸۱)]

فوائد: قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ((يَوْمَ تَرَى الْمُؤْمِنِينَ وَالْمُؤْمِنَاتِ يَسْعَى نُورُهُنَّ بَيْنَ أَيْدِيهِنَّ وَبِأَيْمَانِهِنَّ)) [الحدید: ۱۲] ”(قیامت کے) دن تود کیھے گا کہ مومن مردوں اور عورتوں کا نور ان کے آگے آگے اور ان کے داکیں دوز رہا ہو گا۔“ دراصل یہ وقت ہو گا جب لوگ پل صراط پار کریں گے۔ اس وقت اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو ان کے ایمان اور نیک اعمال (مثلاً مشقت کے باوجود مساجد میں پہنچنا وغیرہ) کے بد لے میں ایسا نور عطا فرمائیں گے جس کی روشنی میں وہ بآسانی جنت کا راستہ طے کر لیں گے۔

نیک آدمی کا لمبی عمر پانا اور نیک عمل کرنا

38- حضرت عبد اللہ بن شداد رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ نَفَرَ إِنْ مِنْ بَنِي عُدْرَةَ ثَلَاثَةً أَتَوْ النَّبِيَا فَأَسْلَمُوا قَالَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ مَنْ يَكْفِيهِمْ ؟ قَالَ طَلْحَةً أَنَا قَالَ فَكَانُوا عِنْدَ طَلْحَةَ فَبَعْثَ النَّبِيُّ ﷺ بَعْثًا فَخَرَجَ أَحَدُهُمْ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ ثُمَّ بَعْثَ بَعْثًا فَخَرَجَ فِيهِمْ آخَرُ فَاسْتُشْهِدَ قَالَ ثُمَّ مَاتَ الشَّابِيلُ عَلَى فِرَاشِهِ قَالَ طَلْحَةُ فَرَأَيْتُ هُؤُلَاءِ الْغَلَاثَةَ الَّذِينَ كَانُوا عِنْدِي فِي الْجَنَّةِ فَرَأَيْتُ الْمَيِّتَ عَلَى فِرَاشِهِ أَمَامَهُمْ وَرَأَيْتُ الَّذِي اسْتُشْهِدَ أَخْيَرًا يَلِيهِ وَرَأَيْتُ الَّذِي اسْتُشْهِدَ أَوْلَاهُمْ آخِرَهُمْ قَالَ فَدَخَلْنِي مِنْ ذَلِكَ قَالَ فَأَتَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ فَذَكَرْتُ ذَلِكَ لَهُ قَالَ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ وَمَا أَنْكَرْتُ مِنْ ذَلِكَ لَيْسَ أَحَدٌ أَفْضَلَ عِنْدَ اللَّهِ مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَمِّرُ فِي الْإِسْلَامِ لِتَسْبِيعِهِ وَتَكْبِيرِهِ وَتَهْلِيلِهِ))
 ”بُونَعْذِرَهُ قَبْلَيْلَے کے تین شخص نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے ان (کی خوراک) کی کون ذمہ داری دیتا ہے؟ حضرت طلحہ رض نے کہا، میں دیتا ہوں۔ چنانچہ وہ ان کے پاس رہے۔ (دریں اتنا) نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، جس میں ان (تین اشخاص) میں سے ایک شخص گیا اور شہید ہو گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے ایک اور لشکر بھیجا جس میں دوسرا شخص گیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ اس کے بعد تیسرا شخص اپنے بستر پر فوت ہو گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ حضرت طلحہ رض نے کہا، میں نے (خواب میں) ان تینوں کو جنت میں دیکھا اور میں نے دیکھا کہ جو اپنے بستر پر فوت ہوا تھا وہ سب سے آگے ہے اور جو بعد میں شہید ہوا تھا وہ اس کے پیچے ہے اور جو سب سے پہلے شہید ہوا تھا وہ اس دوسرے کے پیچے ہے، اس سے (میرے دل میں شک) گزراتو میں نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تجھے اس میں کس چیز کا انکار ہے؟ اللہ تعالیٰ کے نزدیک اس مومن سے کوئی افضل نہیں جسے اسلام میں لمبی عمر عطا ہوئی۔ اس لیے کہ وہ اس (لمبی عمر) میں سبحان اللہ

اللہ اکبر اور لا الہ الا اللہ کا ذکر کرتا رہا۔” [حسن صحیح: صحیح الترغیب (۷۳۶) کتاب التوبۃ والزہد: باب الترغیب فی ذکر الموت، السلسلۃ الصحیحة (۶۵۲)]

بکشرت تسبیح تحریم تہلیل اور دکرنا

39- حضرت عبد اللہ بن مسعود رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((لَقِيْتُ إِبْرَاهِيمَ لَيْلَةً أُسْرِىٰ بِي فَقَالَ يَا مُحَمَّدُ! أَقْرِئْ أُمَّتَكَ مِنِّي السَّلَامَ وَأَخْبِرْهُمْ أَنَّ الْجَنَّةَ طَبِيعَةُ التُّرْبَةِ عَذْبَةُ الْمَاءِ وَأَنَّهَا قِيَاعَنْ وَأَنَّهَا غَرَاسَهَا: سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ))

”جس رات مجھے سیر (یعنی معراج) کرائی گئی اس رات میری ملاقات حضرت ابراہیم ﷺ سے ہوئی۔ انہوں نے کہا، اے محمد! اپنی امت کو میری طرف سے سلام کہنا اور انہیں خبر دینا کہ جنت کی مٹی پا کیزہ ہے، پانی میٹھا ہے اور وہ (یعنی جنت کی زمین) چیل میدان ہے، اور اس میں پودا گانا سچان اللہ، احمد اللہ، لا الہ الا اللہ اور اللہ اکبر کہنا ہے۔“ [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۲۶۲) کتاب الدعویات: باب، السلسلۃ الصحیحة (۱۰۵)]

فوائد: مراد یہ ہے کہ جو شخص بکشرت یہ اذکار کرے گا تو یہ اذکار اسے جنت میں لے جانے کا ذریعہ بن جائیں گے۔ ان اذکار کو ”باتیات صالحات“ یعنی باقی رہنے والی نیکیاں بھی کہا گیا ہے، جیسا کہ آئندہ دوسری حدیث میں اس کا ذکر آئے گا۔

40- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ مَرَّ بِهِ وَهُوَ يَغْرِسُ غَرْسًا فَقَالَ يَا أَبَا هُرَيْرَةَ مَا الَّذِي تَغْرِسُ؟ قُلْتُ غَرَاسًا لِي قَالَ: أَلَا أَدْلُكُ عَلَى غَرَاسٍ خَيْرٍ لَكَ مِنْ هَذَا؟ قَالَ تَبَّأْ يَا رَسُولَ اللَّهِ قَالَ: قُلْ سُبْحَانَ اللَّهِ وَالْحَمْدُ لِلَّهِ وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ يَغْرِسُ لَكَ بِكُلِّ وَاحِدَةٍ شَجَرَةً فِي الْجَنَّةِ))

”رسول اللہ ﷺ ان کے قریب سے گزرے اور وہ (اس وقت) پودا گار ہے تھے تو

آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، اے ابو ہریرہ! کس کا پودا گار ہے ہو؟ میں نے عرض کیا، اپنے لیے پودا گار ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا، کیا میں تمہاری ایسے پودے پر رہنمائی نہ کروں جو تمہارے لیے اس سے بہتر ہے۔ انہوں نے کہا کیوں نہیں اے اللہ کے رسول! تو آپ ﷺ نے فرمایا، سُبْحَانَ اللَّهِ أَكْمَدَ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ (ان اذ کار میں سے) ہر ایک کے بد لے تمہارے لیے جنت میں ایک درخت لگا دیا جائے گا۔” [صحیح ابن ماجہ (۲۶۱۳)]

(۷) کتاب الأدب: باب فضل التسبیح، صحیح الجامع الصغیر (۲۶۱۳)

41- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہیں کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خُذُوا جُنَاحَتَكُمْ، قُلْنَا: يَا رَسُولَ اللَّهِ مَنْ عَدُواْ قَدْ حَضَرَ؛ قَالَ: لَا جُنَاحَتَكُمْ مِنَ النَّارِ قُولُوا: سُبْحَانَ اللَّهِ، وَأَكْمَدَ اللَّهُ، وَلَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ، وَاللَّهُ أَكْبَرُ، فَإِنَّهُنَّ يَأْتِينَ يَوْمَ الْقِيَامَةِ مُنْجَيَاتٍ، وَمُقْدِمَاتٍ، وَهُنَّ الْبَاقِيَاتُ الصَّالِحَاتُ))

”اپنی ڈھال کپڑوں کے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! کیا دشمن آن پہنچا ہے جس سے بچاؤ کے لیے ڈھال کپڑیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، نہیں (بلکہ) آتش دوزخ سے بچاؤ کے لیے ڈھال کپڑوں (اور وہ یہ ہے کہ) یہ کلمات کہو، سُبْحَانَ اللَّهِ أَكْمَدَ اللَّهَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَكْبَرُ۔ بلاشبہ یہ کلمات روز قیامت نجات دلانے والے اور (درجات میں) آگے کرنے والے (بن کر) آئیں گے۔ اور یہی باقیت صالحات (یعنی باقی رہنے والے نیک اعمال) ہیں (جو مرنے کے بعد کام آئیں گے)۔“ [مستدرک حاکم (۵۳۱۶۱) امام حاکم] نے اس روایت کو صحیح کہا ہے اور امام ذہبیؒ نے ان کی موافقت کی ہے۔]

42- حضرت جابر رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ غُرِّسَتْ لَهُ نَخْلَةٌ فِي الْجَنَّةِ))

”جس شخص نے سُبْحَانَ اللَّهِ الْعَظِيمِ وَبِحَمْدِهِ کہا اس کے لیے جنت میں کھجور کا ایک درخت لگا دیا جاتا ہے۔“ [صحیح ترمذی، ترمذی (۳۲۶۵)] کتاب الدعوات: باب ‘

صحیح الجامع الصغیر (۶۲۲۹) []

فوائد: رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ صبح و شام سو مرتبہ سُبْحَانَ اللَّهِ وَبِحَمْدِهِ کا اور دکیا کرتے اور فرماتے کہ جو شخص یہ دعا سو مرتبہ صبح اور سو مرتبہ شام کو پڑھے گا، روز قیامت کوئی شخص اس کے عمل سے افضل عمل لے کر نہیں آئے گا، البتہ اگر کوئی شخص اس کے برابر یا اس سے زیادہ مرتبہ کہے (تو وہ اس سے افضل ہو سکتا ہے)۔ [مسلم (۲۶۹۲) کتاب الذکر والدعاء]

بکشرت "لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ" کا اور دکرنا

43- حضرت ابو موسیٰ اشعریؑ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے (مجھے) فرمایا:
 ((يَا عَبْدَ اللَّهِ بْنَ قَيْمٍ! أَلَا أَدْلُكَ عَلَى كُنْزٍ مِنْ كُنُزِ الْجَنَّةِ؟ فَقُلْتُ: بَلَى يَا رَسُولَ اللَّهِ! قَالَ: قُلْ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ))

"اے عبد اللہ بن قیم! کیا میں تمہیں جنت کے خزانوں میں سے ایک خزانے کی خبر دوں؟ میں نے عرض کیا، ضرور اے اللہ کے رسول! آپ ﷺ نے فرمایا، کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ (یعنی نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ ہی کچھ کرنے کی مگر اللہ کی مدد کے ساتھ)۔" [مسلم (۲۷۰۳) کتاب الذکر والدعاء: باب استحباب خفض الصوت بالذکر، بخاری (۶۳۸۳)]

44- حضرت ابو ہریرہؓ سے مردی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((أَلَا أَعْلَمُكَ- أَوْ قَالَ- أَلَا أَدْلُكَ عَلَى كَلِمَةٍ مِنْ تَحْتِ الْعَرْشِ، مِنْ كُنْزِ الْجَنَّةِ؟ تَقُولُ: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ، فَيَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ: أَسْلَمَ عَبْدِي وَأَسْتَسْلِمَ))

"کیا میں تمہاری ایسے کلے پر رہنمائی نہ کروں جو عرش کے نیچے جنت کا خزانہ ہے؟ (وہ یہ ہے کہ) تم کہو: لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ تو اللہ عزوجل (جواب میں) فرماتے ہیں، میرا بندہ مطیع و فرمانبردار ہو گیا۔" [مستدر ک حاکم (۲۱۶۱) بسنده صحیح]

فوائد: ”حول“ بھی قدرت و طاقت کوہی کہتے ہیں اور ”قوت“ کا مشہوم بھی یہی ہے۔ البتہ یہاں دعا ”لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ“ میں اس کا ترجمہ یوں کیا جاتا ہے کہ ”نہ تو گناہ سے بچنے کی کوئی طاقت ہے اور نہ ہی نیکی کرنے کی کوئی طاقت ہے مگر صرف اللہ تعالیٰ کی توفیق سے ہی۔“

نیک عمل کرتے ہوئے موت آتا

45- حضرت حذیفہ رض کا بیان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ أَبْتِغَاهُ وَجْهُ اللَّهِ خُتْمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ صَامَ يَوْمًا أَبْتِغَاهُ وَجْهُ اللَّهِ خُتْمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ، وَمَنْ تَصَدَّقَ بِصَدَقَةٍ أَبْتِغَاهُ وَجْهُ اللَّهِ خُتْمَ لَهُ بِهَا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”جس شخص نے رضاۓ الہی کے لیے کلمہ لا الہ الا اللہ کہا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے رضاۓ الہی کے لیے ایک دن روزہ رکھا پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ اور جس نے رضاۓ الہی کی خاطر کوئی چیز صدقہ کی پھر اسی کے ساتھ اس کا خاتمہ کر دیا گیا تو وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ [صحیح:

أحكام الجنائز (ص ۵۸۱) احمد (۳۹۱۰۵) فتح الباری (۴۳۸۶)]

فوائد: انسان کو نیک عمل کرتے ہوئے موت کیے آسکتی ہے؟ یقیناً صرف اسی صورت میں کہ وہ ہر لمحہ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے ہوئے کوئی نہ کوئی نیک عمل کرتا رہے۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ (لِيَاكُها الَّذِينَ آمَنُوا وَتَقَوَّا اللَّهُ حَقَّ تُقَاتِهِ وَلَا تَنْتَهُنَّ إِلَّا وَأَتَتْهُمْ مُسْلِمُونَ) [آل عمران: ۱۰۲] ”اے ایمان والو! اللہ تعالیٰ سے اتنا ڈرو جتنا اس سے ڈرنا چاہیے اور دیکھو مرتے دم تک مسلمان ہی رہنا۔“ اس لیے ہمیں چاہیے کہ ہر وقت اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہیں اور اس کا طریقہ یہی ہے کہ ہر اس کام سے بچیں جس سے بچنے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے اور ہر وہ عمل اپنا کیس جسے اپنانے کا اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے۔

وفات کے وقت توحید الہی کا اقرار کرنا

46- حضرت ابو ہریرہ اور حضرت ابو سعید رض سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَاللَّهُ أَكْبَرُ قَالَ يَقُولُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَأَنَا أَكْبَرُ وَإِذَا قَالَ الْعَبْدُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَمَحْدُودٌ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَخَبِيرٌ وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَا شَرِيكَ لَهُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا شَرِيكَ لِي وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا إِلَيْهِ الْمُلْكُ وَلِي الْحَمْدُ وَإِذَا قَالَ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللَّهِ قَالَ صَدَقَ عَبْدِي لَا إِلَهَ إِلَّا أَنَا وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ إِلَّا بِي قَالَ أَبُو إِسْعَادٍ ثُمَّ قَالَ الْأَغْرِيْشِيُّ شَيْئًا لَمْ أَفْهَمْهُ قَالَ فَقُلْتُ لِأَبِي جَعْفَرٍ مَا قَالَ فَقَالَ مَنْ رُزِقْهُنَّ عِنْدَ مَوْتِهِ لَمْ تَمْسَسْهُ النَّارُ))

”جب بندہ ”لا إله الا الله و الله اکبر“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ (جواب میں) کہتے ہیں، میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور میں سب سے بڑا ہوں۔ جب بندہ ”لا إله الا الله وحدة“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور میں اکیلا ہوں۔ جب بندہ ”لا إله الا الله لا شریک له“ کہتا ہے تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، میرے بندے نے ساری تعریف ہے۔ جب بندہ کہتا ہے ”لا إله الا الله لا حوال ولا قوۃ الا بالله“ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، میرے بندے نے سچ کہا کہ میرے سوا کوئی معبد برحق نہیں اور نہ کسی چیز سے بچنے کی طاقت ہے اور نہ کچھ کرنے کی طاقت ہے مگر میری مدد کے ساتھ ہی۔

ابو سحن (راوی) بیان کرتے ہیں کہ پھر اگر نے کچھ کہا جسے میں سمجھنے سکا تو میں نے ابو جعفر سے دریافت کیا کہ اس نے کیا کہا تو انہوں نے کہا، جسے وفات کے وقت یہ کلمات عطا کر دیئے گئے (یعنی یہ کلمات کہنے کی توفیق عطا کر دی گئی) اسے آتش دوزخ نہیں چھو سکے گی (بلکہ

وہ جنت میں داخل ہوگا، اللہ تعالیٰ ہمیں ان میں سے بنائے)۔“ [صحیح: صحیح ابن ماجہ،

ابن ماجہ (۳۷۹۲) کتاب الأدب: باب فضل لا إله إلا الله، الصحیحة (۱۳۹۰)]

وفات کے وقت کلمہ پڑھنا

47- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ كَانَ آخِرَ كَلَامَهُ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”جس شخص کا (دنیا سے رخصت ہوتے وقت) آخری کلام ”لا إله إلّا الله“ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۳۱۱۶) کتاب الجنائز: باب فی التلقین، ترمذی (۹۷۷)]

خلوصِ دل سے لکھے کی شہادت دینا

48- حضرت معاذ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ شَهِدَ أَنْ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ مُخْلصًا مِنْ قَلْبِهِ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”جس نے خلوصِ دل سے یہ شہادت دی کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی معبد برحق نہیں وہ جنت میں داخل ہوگا۔“ [صحیح: السسلۃ الصھیحۃ (۲۳۵۵)]

فوائد: اس کا مطلب یہ ہرگز نہیں کہ کوئی انسان محض اپنی زبان سے ہی یہ شہادت دے دے اور پھر جو مرضی گناہ کے کام بھی کرتا پھرے، وہ جنتی ہے۔ بلکہ خلوصِ دل سے گواہی دینے کا مطلب ہی یہ ہے کہ وہ شخص جیسے زبان سے اللہ تعالیٰ کی الوہیت کا اقرار کرتا ہے اسی طرح اپنے عمل سے بھی اس کا ثبوت پیش کرے تب وہ جنت کا مستحق قرار پائے گا اور اگر زبان سے دعوے تو بہت ہوں مگر عملی طور پر عبادات میں اللہ کے ساتھ دوسروں کو بھی شریک کرتا ہو یا شب و روز اللہ تعالیٰ کی نافرمانیوں میں مصروف ہو تو پھر نجات مشکل ہے۔

جسم کے ۳۶۰ جوڑوں کا صدق دینا

49- حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّهُ خُلِقَ كُلُّ إِنْسَانٍ، مِنْ بَنِي آدَمَ عَلَى سِتِّينَ وَثَلَاثِيَّةَ مَفْصِلٍ، فَمَنْ كَتَرَ اللَّهَ، وَحَمَدَ اللَّهَ، وَهَلَّ اللَّهَ، وَسَبَّحَ اللَّهَ، وَاسْتَغْفَرَ اللَّهَ، وَعَزَّلَ حَجَرًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، أَوْ شَوَّكَةً أَوْ عَظْمًا عَنْ طَرِيقِ النَّاسِ، وَأَمْرَ يَمْعَرُوفٍ، أَوْ نَهَى عَنْ مُنْكَرٍ، عَدَدَ تِلْكَ السِّتِّينَ وَالثَّلَاثِيَّةَ السُّلَامِيَّ، فَإِنَّهُ يُمْسِي يَوْمَئِذٍ وَقَدْرَ حَزَّ حَنْفَسَةُ عَنِ النَّارِ))

”اولاً آدم میں سے ہر انسان کوتین سو ساٹھ (۳۶۰) جوڑوں پر پیدا کیا گیا ہے۔ پس جس نے اللہ اکبر کہا، الحمد للہ کہا، لا الہ الا اللہ کہا، سبحان اللہ کہا، استغفر اللہ کہا، لوگوں کے راستے توئی پتھر یا کاشا یا ہڈی کو ہٹایا، نیکی کا حکم دیا اور برائی سے روکا، یہ عمل اس نے (جسم کے) ۳۶۰ جوڑوں کی تعداد کے برابر کیے تو وہ اس روز اس حال میں شام کرے گا کہ اس نے یقیناً اپنے آپ کو ہر جنم سے بچا لیا ہو گا۔“ [مسلم (۷۰۰) کتاب الزکاة: باب بیان أن اس من الصدقة يقع على كل نوع من المعروف]

فوائد: جسم کے ۳۶۰ جوڑوں کا حق مختلف اذکار، اعمال کے ذریعے ادا کیا جاسکتا ہے جیسا کہ بطور مثال ان میں سے چند ایک کا ذکر درج بالا حدیث میں کیا گیا ہے۔ لیکن ایک عمل ایسا ہے جو اکیلا ہی ۳۶۰ جوڑوں کا حق ادا کر سکتا ہے اور وہ نماز اشراق کی دور کعتیں ہیں (یعنی چاشت کی نماز جو سورج کے قدرے بلند ہو جانے کے بعد ادا کی جاتی ہے) جیسا کہ حدیث میں ہے کہ ”تم میں سے ہر شخص کے (۳۶۰) جوڑوں میں سے) ہر جوڑ پر صدقہ ہے۔ سبحان اللہ کہنا صدقہ ہے، الحمد للہ کہنا صدقہ ہے، لا الہ الا اللہ کہنا صدقہ ہے، اللہ اکبر کہنا صدقہ ہے، نیکی کا حکم دینا صدقہ ہے، برائی سے روکنا صدقہ ہے اور ان سب کاموں سے چاشت کی دور کعت نماز کفایت کر جاتی ہے۔“ [مسلم (۷۰۰) کتاب صلاة المسافرين وقصرها : باب استحباب صلاة الضحى وأن أفلها ركعتان ، ابو داود (۱۲۸۵)]

بـ حـ سـ الـ تـ اـ يـ سـ اـ مـ مـ وـ مـ تـ آـ تـ ا~

50- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَحَبَّ أَنْ يُرَدَّ حَزَّ حَنْفَسَةَ عَنِ النَّارِ، وَيَدْخُلَ الْجَنَّةَ، فَلْتَأْتِهِ مَبِيَّثُهُ وَهُوَ

يُؤْمِنُ بِاللَّهِ وَالْيَوْمِ الْآخِرِ، وَلِيُأْتِ إِلَى النَّاسِ، الَّذِي يُحِبُّ أَنْ يُؤْتَ إِلَيْهِ))

”جو شخص یہ پسند کرتا ہے کہ اسے آگ سے بچالیا جائے اور جنت میں داخل کر دیا جائے تو اسے اس حال میں موت آئے کہ وہ اللہ اور یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو اور وہ لوگوں کے ساتھ اسی طرح پیش آئے جیسے وہ چاہتا ہے کہ لوگ اس کے ساتھ پیش آئیں۔“ [مسلم (۱۸۲۳)]

كتاب الامارة: باب وجوب الوفاء ببيعة الخلفاء الأول فالاول]

فوائد: ایک حدیث میں تورسول اللہ ﷺ نے قسم کھا کر فرمایا ہے کہ ”اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! کوئی بندہ (مکمل) مومن نہیں ہوتا یہاں تک کہ اپنے بھائی کے لیے بھی وہی پسند کرے جو اپنے لیے پسند کرتا ہے۔“ [مسلم (۲۵) کتاب الایمان : باب الدلیل علی أن من خصال الایمان أن یحب لأخيه المسلم ما یحب لنفسه ‘بخاری (۱۳)] اگرچہ ظاہر یہ کام مشکل ہے مگر جن کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے اور جو دنیا پر آخرت کو ترجیح دیتے ہیں ان پر کوئی مشکل نہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

روزہ اتباعِ جنازہ مسکین کو کھانا اور مس ریض کی عیادت کرنا

51- حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ

((قَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَنْ أَصْبَحَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ صَائِمًا ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٌ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا، قَالَ فَمَنْ تَبَعَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ جَنَازَةً ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٌ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ أَطْعَمَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مِسْكِينًا ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٌ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا قَالَ فَمَنْ عَادَ مِنْكُمُ الْيَوْمَ مَرِيضاً ؟ قَالَ أَبُو بَكْرٌ رَّضِيَ اللَّهُ عَنْهُ أَنَا فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ مَا اجْتَمَعْنَ فِي أَمْرٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم میں سے کس نے روزے کی حالت میں صبح کی ہے؟ ابو بکر رض نے کہا، میں نے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم میں سے کس نے آج کسی جنازے کی اتباع کی ہے؟ ابو بکر رض نے کہا، میں نے۔ پھر آپ ﷺ نے دریافت فرمایا، تم میں سے کس نے آج کسی مسکین کو کھانا کھایا ہے؟ ابو بکر رض نے کہا، میں نے۔ پھر آپ ﷺ

جنت واجب کرنے والے اعمال

۲۶

نے دریافت فرمایا کہ تم میں سے کس نے آج کسی مریض کی عیادت کی ہے؟ ابو بکر رض نے کہا، میں نے۔ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، جس شخص میں بھی یہ کام جمع ہو گئے وہ جنت میں داخل ہوگا۔

[مسلم (۱۰۲۸) کتاب الز کاہ: باب من جمع الصدقۃ واعمال البر]

فوائد: روزہ، مسکین کو کھلانا اور مریض کی عیادت کے متعلق کچھ بیان پیچھے گزر چکا ہے اور کچھ آئندہ مختلف عنوانات کے تحت آئے گا۔ البتہ جنازوں کے پیچھے چلنے کے متعلق فرمان نبوی ہے کہ یہ ایک مسلمان کا دوسرا مسلمان پر حق ہے کہ وہ اس کے جنازے کے پیچھے چلے۔ [بخاری (۱۲۲۰) کتاب الجنائز، مسلم (۲۱۶۲)] اور ایک دوسری حدیث میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حکم دیا ہے کہ جنازوں کے پیچھے چلو۔ [أحكام الجنائز للإبانی (ص: ۸۷) احمد (۲۷۸۳)] ان احادیث کی وجہ سے اہل علم نے جنازوں کے پیچھے چلنا واجب قرار دیا ہے۔ لیکن یہ وجوہ کافی ہے یعنی اگر اتنے افراد جنازے کے ساتھ چلتے ہیں اور اس میں شرکت کرتے ہیں جو کافی ہوں تو باقی تمام اہل علاقہ سے وجوہ ساقط ہو جائے گا اور اگر اتنے افراد جنازے میں شرکت نہیں کرتے جو کافی ہوں تو سب اہل علاقہ گناہگار ہوں گے۔

جنازے کے پیچھے چلنا افضل ہے کیونکہ اتباع کا یہی مفہوم ہے۔ البتہ اگر کوئی جنازے کے داسیں، یا بائیں یا آگے چلتا ہے تو اس کا بھی جواز موجود ہے۔ [صحیح ابو داود (۲۷۲۳) کتاب الجنائز، ابن ماجہ (۱۳۸۱) ابو داود (۳۱۸۰)]

جنازے کے ساتھ چلتے ہوئے اوپھی آواز سے ذکر کرنا بدعت ہے جیسا کہ حضرت قیس بن عباد رض بیان کرتے ہیں کہ ”نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ جنازوں کے قریب اوپھی آواز کو ناپسند فرماتے تھے۔“ [بیهقی (۵۸۹) ر مر (۲۷) أبو نعیم (۵۸۹)]

جنازے پر قرآنی آیات سے مزین چادرہ النادرست نہیں جیسا کہ مفتی اعظم سعودیہ شیخ ابن باز اپنے ایک فتویٰ میں فرماتے ہیں کہ بعض لوگ جنازوں پر ایسی چادریں ڈال دیتے ہیں جن میں قرآنی آیات لکھی ہوتی ہیں، انہیں نہذانا اور ان سے پچنا واجب ہے، بعض حضرات کا خیال ہے کہ اس سے میت کو فائدہ ہوتا ہے حالانکہ یہ غلطی اور گناہ ہے اور شریعت مطہرہ سے اس کا کوئی تعلق نہیں۔ [مجموع الفتاویٰ لابن باز (۱۸۳۸/۱۳)] جنازے کے مسائل و احکام کی مزید تفصیل جانے کے لیے

رقم المحرف کی دوسری کتاب ”جنازے کی کتاب“ کا مطالعہ کیجئے۔

ہمیشہ اپنی بات کرنے کی کوشش کرنا

52- علقمہ بن وقار بن عاصیؓ بیان کرتے ہیں کہ

((مَرَّ بِهِ رَجُلٌ لَهُ شَرْفٌ فَقَالَ لَهُ عَلْقَمَةُ إِنَّ لَكَ رَحْمًا وَإِنَّ لَكَ حَقًّا وَإِنِّي رَأَيْتُكَ تَدْخُلُ عَلَى هُؤُلَاءِ الْأُمَّرَاءِ وَتَكَلَّمُ عِنْهُمْ بِمَا شَاءَ اللَّهُ أَنْ تَكَلَّمَ بِهِ وَإِنِّي سَمِعْتُ بِلَالَ بْنَ الْحَارِثِ الْمُزَنِيَّ صَاحِبَ رَسُولِ اللَّهِ يَقُولُ قَالَ رَسُولُ اللَّهِ إِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ مَا يَطْلُبُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ لَهُ بِهَا رِضْوَانَهُ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ وَإِنَّ أَحَدَكُمْ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطَةِ اللَّهِ مَا يَطْلُبُ أَنْ تَبْلُغَ مَا بَلَغَ فَيَكْتُبُ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ عَلَيْهِ بِهَا سُخْطَةً إِلَى يَوْمِ يَلْقَاهُ قَالَ عَلْقَمَةُ فَانْظُرْ وَيُحَكَّ مَا ذَا تَقُولُ وَمَا ذَا تَكَلَّمُ بِهِ فَرَبَ كَلَامٍ قَدْ مَنَعْنَى أَنْ أَتَكَلَّمَ بِهِ مَا سَمِعْتُ مِنْ بِلَالِ بْنِ الْحَارِثِ))

”ان کے قریب سے ایک معزز آدمی گزر تو انہوں نے اسے کہا، بلاشبہ تمہارے تعلقات اور حقوق ہیں اور میں نے دیکھا ہے کہ تم ان امراء کے پاس جاتے ہو اور جو اللہ کی منشاء ہوتی ہے ان سے کلام کرتے ہو اور یقیناً میں نے حضرت بلال بن حارث مزنی رض، رسول اللہ ﷺ کے ساتھی سے سنا ہے وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بے شک تم میں سے ایک اللہ کی رضامندی کا کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے یہ گمان ہی نہیں ہوتا کہ وہ کلمہ رضاۓ الہی کی کس حد کو پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اسی کلمے کی وجہ سے اس کے لیے روز قیامت اپنی رضامندی لکھ دیتے ہیں اور بے شک تم میں سے ایک اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا کوئی کلمہ کہتا ہے اور اسے یہ گمان ہی نہیں ہوتا کہ یہ کلمہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کی کس حد کو پہنچ گیا ہے اور اللہ تعالیٰ اسی کلمے کی وجہ سے اپنی ملاقات کے دن تک اس پر اپنی ناراضگی لکھ دیتے ہیں۔

علامہ رض نے کہا، (اس حدیث کی وجہ سے) تم دیکھا کرو کہ تم کیا کہہ رہے ہو اور کیا کلام کر

جنت واجب کرنے والے اعمال

۲۸

رہے ہو؟ کتنی ہی ایسی باتیں ہیں جنہیں بیان کرنے سے حضرت بلاں بن حارث رض سے سئی ہوئی اس حدیث کی وجہ سے میں رک گیا ہوں۔” [صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۳۹۶۹) کتاب الفتنه: باب کف اللسان فی الفتنة]

53- حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ رِضْوَانِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَرْفَعُهُ اللَّهُ إِلَيْهَا دَرَجَاتٍ وَإِنَّ الْعَبْدَ لَيَتَكَلَّمُ بِالْكَلِمَةِ مِنْ سُخْطِ اللَّهِ لَا يُلْقَى لَهَا بَالًا يَهُوِي إِلَيْهَا فِي جَهَنَّمَ))

” بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی رضامندی کا کوئی ایسا کلمہ کہتا ہے جس کی وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا (مگر) اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے اسے درجات میں بلند فرمادیتے ہیں اور بلاشبہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نار اضگی کا کوئی ایسا کلمہ کہتا ہے جس کی وہ کچھ پرواہ نہیں کرتا (مگر) اللہ تعالیٰ اسی کی وجہ سے اسے جہنم میں گرداتی ہیں۔“ [بخاری (۶۷۸) کتاب الرفاق: باب حفظ اللسان وقول النبی: من کان يومن بالله والیوم الآخر فليقل خيراً ولیصمت]

اپنی کوشش سے زیادہ اللہ پر توکل کرنا

54- حضرت عمران بن حصین رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَدْخُلُ الْجَنَّةَ مَنْ أَمْتَقَى سَبْعُونَ أَلْفًا بِغَيْرِ حِسَابٍ قَالُوا : مَنْ هُمْ يَا رَسُولَ اللَّهِ ؟ قَالَ : هُمُ الَّذِينَ لَا يَسْتَرُّونَ ، وَلَا يَتَظَاهِرُونَ ، وَلَا يَكُتُّونَ ، وَعَلَى رَهْبَمْ يَتَوَكَّلُونَ))

” ” میری امت کے ستر ہزار (۰۰۰۰۷) افراد بغیر حساب کے جنت میں داخل ہوں گے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! وہ کون ہوں گے؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، وہ ایسے لوگ ہیں جو دم طلب نہیں کرتے، بد شکونی اختیار نہیں کرتے اور داغ نہیں گلواتے (بلکہ) اپنے پروردگار پر ہی بھروسہ رکھتے ہیں۔“ [مسلم (۲۱۸) کتاب الایمان: باب الدلیل

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

على دخول طوائف من المسلمين الجنّة بغير حساب ولا عذاب ”أبو عوانة (٨١)“
فوائد: مراد یہ ہے کہ وہ لوگ اللہ تعالیٰ پر کمال توکل اور اللہ تعالیٰ کے ساتھ خصوصی تعلق کی وجہ سے
 دم یا داغ (علج کی ایک قسم) طلب نہیں کرتے، ہاں اگر کوئی خود انہیں دم وغیرہ کر دے تو یہ اور بات
 ہے۔ اسی طرح بدشگونی نہیں پکڑتے، بدشگونی سے مراد ہے کسی چیز کو منہوس اور باعث لفظان سمجھنا، مثلاً
 کالی بلی کا راستے میں آگے سے گزر جانا، شیشی روٹ جانا اور تصویر گر جانا وغیرہ۔ یہ لوگ ایسے ہیں جو ہر
 حال میں اللہ تعالیٰ پر بھروسہ کرتے ہیں خواہ آگے سے کالی بلی گزرے یا کچھ اور۔ ان کا یہ عقیدہ ہے کہ
 لفظ لفظان پہنچانے والی ذات صرف اور صرف اللہ ہی کی ہے اس کے علاوہ اور کوئی نہیں اور اسی کے
 قبضہ قدرت میں کائنات کی ہر چیز ہے۔

قضی کا بحرحق بات تک پہنچ کر اس کے مطابق فیصلہ کرنا

55- حضرت بریدہ رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الْقُضَاةُ ثَلَاثَةٌ وَاحِدٌ فِي الْجَنَّةِ، وَاثْنَانِ فِي النَّارِ، فَأَمَّا الَّذِي فِي الْجَنَّةِ،
 فَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ فَقُضِيَ بِهِ، وَرَجُلٌ عَرَفَ الْحَقَّ، فَجَاءَ فِي الْحُكْمِ، فَهُوَ فِي النَّارِ،
 وَرَجُلٌ قَضَى لِلنَّاسِ عَلَى جَهَلٍ فَهُوَ فِي النَّارِ))

”قاضی تین طرح کے ہیں، جن میں سے ایک جنت میں اور دو جہنم میں جائیں گے۔ جو
 جنت میں جائے گا وہ ایسا شخص ہے جس نے حق کو جان لیا اور پھر اس کے مطابق فیصلہ کیا۔ اور
 (جہنم میں جانے والا وہ ہے) جس نے حق کو جان لیا مگر فیصلے میں ظلم کر دیا تو جہنم میں جائے گا اور
 (ای طرح) جس نے (بغیر تحقیق و تفییش کے) جہالت پر ہی لوگوں (کے معاملات) کا فیصلہ کر
 دیا وہ جہنم میں جائے گا۔“ [صحیح: صحیح ابو داؤد، ابو داؤد (٣٥٧٣) کتاب الأقضیۃ:

باب فی القاضی یخطیع، ابن ماجہ (٢٣١٥)]

فوائد: قاضی ایسے شخص کو کہتے ہیں جسے لوگوں کے معاملات کا فیصلہ کرنے کے لیے مقرر کیا گیا ہو
 جیسا کہ دور حاضر میں نج وغیرہ ہیں، نیز اس میں علاقوں کے والی یا حکمران (ناظم وغیرہ) بھی شامل ہیں
 کیونکہ وہ بھی لوگوں کے اختلاف و زراع کا فیصلہ کرنے کے ذمہ دار ہوتے ہیں۔ اس حدیث سے معلوم

جنت واجب کرنے والے اعمال

۵۰

ہوا کہ جان بوجھ کر غلط فیصلہ کرنے والا اور بلا تحقیق فیصلہ کرنے والا قاضی روز قیامت جہنم کی آگ سے نہیں نجٹ پائے گا۔ اس لیے فیصلہ کرنے والے کو نہایت احتیاط سے کام لینا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے عہدہ قضاۓ سے ڈراتے ہوئے یہاں تک فرمایا ہے کہ ”جسے لوگوں کے درمیان قاضی مقرر کیا گیا وہ بغیر چھری کے ہی ذبح کر دیا گیا۔“ [صحیح ابو داود، ابو داود (۳۵۷۲) کتاب الأقضیۃ: باب فی طلب القضاۓ، ابن ماجہ (۲۳۰۸)]

لہذا عہدہ قضاۓ پر فائز شخص کو چاہیے کہ وہ اپنی اس عظیم ذمہ داری کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے امانت سمجھے اور عدل و انصاف سے کام لے ایسا کرنے سے اللہ کی مد بھی شامل حال رہتی ہے، بصورتِ دیگر شیطان حملہ آور ہو جاتا ہے۔ حدیث نبوی ہے کہ ”بلاشبہ اللہ تعالیٰ قاضی کے ساتھ ہوتے ہیں جب تک وہ (فیصلہ کرنے میں) ظلم و نادانی نہیں کرتا اور جب وہ ظلم و زیادتی کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس سے علیحدہ ہو جاتے ہیں اور اسے شیطان چست جاتا ہے۔“ [صحیح ترمذی، ترمذی (۱۳۳۰) کتاب الأحكام: باب میاجاء فی الامام العادل]

علاوه ازیں ایک حدیث میں فیصلہ کرنے کا یہ ادب بھی سمجھایا گیا ہے کہ کوئی فیصلہ کرنے والا الغصہ کی حالت میں ہرگز فیصلہ مت کرے۔ [مسلم (۴۱۷) کتاب الأقضیۃ: باب کراہة قضاۓ القاضی وهو غضبان، ابو داود (۳۵۸۹)] لہذا اسے بھی مخوب رکھنا چاہیے۔

لین دین کے معاملات میں نرم برداشت کرنا

56- عطاء بن فروخ ”قریشیوں کے آزاد کردہ غلام بیان کرتے ہیں کہ ((أَنَّ عُثْمَانَ رضى الله عنه أَشْتَرَى مِنْ رَجُلٍ أَرْضًا، فَأَبْطَأَ عَلَيْهِ فَلَقِيَهُ، فَقَالَ لَهُ: مَا مَنَعَكَ مِنْ قَبْضِ مَا لَكَ؟ قَالَ: إِنَّكَ غَبَنْتَنِي، فَمَا أَلْقَى مِنَ النَّاسِ أَحَدًا إِلَّا وَهُوَ يَلُومُنِي قَالَ: أَوْ ذَلِكَ يَمْنَعُكَ؟ قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَاخْتَرْ بَيْنَ أَرْضَكَ وَمَا لِكَ ثُمَّ قَالَ قَالَ رَسُولُ الله ﷺ: أَدْخُلْ اللَّهُ عَزَّ وَجَلَّ الْجَنَّةَ رَجُلًا كَانَ سَهْلًا مُشْتَرِيًّا وَبَائِعًا وَقَاضِيًّا وَمُقْتَضِيًّا))

”حضرت عثمان بن عفی نے ایک آدمی سے زمین خریدی، پھر اس نے (طے شدہ رقم لینے

میں) تاخیر کر دی، پھر وہ آپ سے ملا تو آپ نے اسے کہا، تمہیں تمہارا مال لینے سے کس چیز نے روک دیا تھا؟ اس نے کہا، آپ نے مجھے ساتھ دھوکہ کیا ہے، میں جس آدمی سے بھی ملتا ہوں وہ مجھے ملامت کرتا ہے۔ آپ نے کہا، کیا یہ چیز تمہیں روکے ہوئے تھی؟ اس نے کہا، ہاں۔ تو آپ نے کہا اپنی زمین اور اپنے مال میں سے (جسے چاہو) پسند کرو (یعنی اگر زمین و اپس لینا چاہو تو لے لو اور اگر رقم لینا چاہو تو وہ لے لو) پھر آپ نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہے ”اللہ تعالیٰ ایسے بندے کو جنت میں داخل فرمائیں گے جو خریدتے وقت فروخت کرتے وقت ادا یگی کرتے وقت اور تقاضا کرتے وقت نبی کا مظاہرہ کرتا ہے۔“ [حسن : صحیح الجامع الصغیر (۲۲۳)]

تلکبر، خیانت اور قرض سے بچنا

57- حضرت ثوبان بن عیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ فَارَقَ الرُّوْحَ الْجَسَدَ، وَهُوَ بِرِّيٌّ مِّنْ ثَلَاثَةِ دَخَلَ الْجَنَّةَ: مِنَ الْكَبِيرِ وَالْغُلُولِ وَالدَّنِينِ))

”جو روح جسم سے جدا ہوئی اور وہ تین چیزوں یعنی تکبر، خیانت اور قرض سے بری تھی تو وہ جنت میں داخل ہو گی۔“ [صحیح : صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۲۲۱۲) کتاب الصدقات: باب التشذيد في الدين، ترمذی (۱۵۷۲)]

فوائد: تکبر کی تعریف حدیث میں یوں کی گئی ہے کہ ((بَطَرُ الْحَقِّ وَغَنْطُ النَّاسِ)) ”حق کا انکار اور لوگوں کو حقیر جانا۔“ دراصل یہ وضاحت آپ ﷺ نے اس وقت فرمائی جب آپ نے فرمایا ”ایسا کوئی شخص جنت میں داخل نہیں ہو گا جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر بھی تکبر ہوا۔“ یہ سن کر ایک آدمی نے عرض کیا، آدمی پسند کرتا ہے کہ اس کا کپڑا اچھا ہو اور اس کی جو تی اچھی ہو (کیا یہ تکبر ہے؟) آپ نے فرمایا، یقیناً اللہ تعالیٰ خوبصورت ہے، خوبصورتی کو پسند فرماتا ہے۔ تکبر یہ ہے کہ حق کا انکار کیا جائے (یعنی اللہ اور رسول کا حکم جانے کے بعد بھی اس سے منہ موڑا جائے) اور لوگوں کو حقیر سمجھا جائے۔ [مسلم (۹۱) کتاب الایمان: باب تحریم الكبر و بیانہ، ابو داود (۳۰۹)] کبریاں کو

جنت واجب کرنے والے اعمال

۵۲

اللہ تعالیٰ نے اپنی چادر کہا ہے اور یہ بھی وضاحت فرمائی ہے کہ جو مجھ سے اسے چھیننے کی کوشش کرے گا میں اسے جہنم میں پھینک دوں گا۔ [مسلم (۲۲۲۰) کتاب البر والصلة والأداب : باب تحریم الكبر] جہنم میں جانے والے لوگوں کی ایک صفت یہ بھی بیان کی گئی ہے کہ وہ متکبر ہوں گے۔ [بخاری (۳۹۱۸) کتاب تفسیر القرآن : باب عتل بعد ذلك زnim، مسلم (۲۸۵۳)] اور روز قیامت جن تین افراد سے اللہ تعالیٰ نہ کلام کریں گے، نہ ان کا ترکیہ فرمائیں گے اور نہ ہی ان کی طرف نظر رحمت فرمائیں گے بلکہ انہیں دردناک عذاب میں بٹلا کریں گے، ان میں ایک متکبر فقیر ہو گا۔ [مسلم (۷۰) کتاب الایمان : باب بیان غلط تحریم اسباب الازار والمن بالعطیة]

”غلوں“ سے مراد مال غنیمت میں خیانت ہے یعنی اس کی تقسیم سے پہلے ہی بغیر اجازت کچھ لے لینا۔ یہ حرام ہے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”ہر خیانت کرنے والا خیانت کو لیے ہوئے قیامت کے دن حاضر ہو گا۔“ [آل عمران : ۱۶۱] ایک حدیث میں ہے کہ حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں، ایک آدمی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ایک غلام بطور ہدیہ دیا جس کا نام مدغم تھا۔ ایک دفعہ مدعوم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا کجاوا اتار رہا تھا کہ ایک تیر سے آکر رگا اور اس نے اسے قتل کر دیا۔ لوگ کہنے لگے، اس کو جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ہرگز نہیں، اس ذات کی قسم جس کے ہاتھ میں میری جان ہے! وہ چادر جو اس نے خیر کے دن مالی غنیمت سے قبل از تقسیم پکڑ لی تھی اس پر آگ بن کر شعلہ مار ہی ہے۔ جب لوگوں نے اس بات کو سنا ایک آدمی (خیانت کا) ایک تمہیر یادوت سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس لے کر آیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، ایک تمہیر یادوت سے بھی آگ سے ہیں۔ [بخاری (۲۲۳۲) کتاب المغازی : باب غزوہ خیر، مسلم (۱۱۵)]

قرض لینا دینا جائز ہے، اس میں کوئی حرج نہیں۔ البتہ اتنا ضرور ہے کہ قرض میں تاخیر سے بچنا چاہیے کیونکہ موت کسی لمحے بھی آسکتی ہے اور پھر یہ قرض روز قیامت قرض خواہ کو نیکیاں دینے یا اس کے گناہ لینے کی صورت ادا کرنا ہو گا، اسی طرح قرض لے کر اس پر ناجائز قضہ کر لینا یا اگر جس سے قرض لیا ہے وہ بھول گیا ہے یادہ فوت ہو گیا ہے اور اس کے دوسرا کسی رشتہ دار کو اس قرض دی ہوئی رقم کا علم بھی نہیں تو قرض ادا نہ کرنا بلکہ اس بات کو چھپا ہی لینا۔ ایسے تمام کاموں سے بچنا چاہیے کیونکہ روز قیامت اگر اللہ تعالیٰ چاہیں گے تو اپنے حقوق معاف فرمادیں گے لیکن بندوں کے حقوق معاف نہیں

ہوں گے۔ پھر وہاں جس کا جو مال بھی ناجائز طریقے سے ہڑپ کیا ہوگا، اسے واپس ادا کرنے کے لیے وہ مال نہیں ہوگا بلکہ جس کا جتنا حق کھایا ہوگا اسے اس کے برابر نیکیاں دینی ہوں گی اور اگر نیکیاں ختم ہو گئیں تو اس کے برابر اس سے گناہ لینے ہوں گے۔ پھر اس طرح کتنے ہی نمازی، روزہ وار حاجی اور سخنی حضرات جنت میں جاتے جاتے جہنم کا ایندھن بن جائیں گے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقوق العباد کی ادائیگی کی توفیق دے۔ (آمین)

عمده کلام کرنا، کھانا کھلانا روزے رکھنا اور تجدید پڑھنا

58- حضرت علی عليه السلام بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((إِنَّ فِي الْجَنَّةِ لَغُرْفَةً فَأَيْرَى ظُهُورُهَا مِنْ بُطُونِهَا وَبُطُونُهَا مِنْ ظُهُورِهَا، فَقَامَ إِلَيْهَا أَعْرَابِيٌّ، فَقَالَ: لِمَنْ هِيَ يَا نَبِيَّ اللَّهِ؟ قَالَ: هِيَ لِمَنْ أَطَابَ الْكَلَامُ، وَأَطَعَمَ الظَّعَامَ، وَأَدَمَ الصَّيَامَ، وَصَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ بِاللَّيْلِ وَالنَّاسُ نِيَامُ))

” بلاشبہ جنت میں ایسے محلات ہیں جن کا باہر کا حصہ اندر سے دیکھا جاسکتا ہے اور اندر کا حصہ باہر سے۔ ایک دیہاتی کھڑا ہوا اور اس نے عرض کیا، اے اللہ کے بنی! یہ محلات کن کے لیے ہیں؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، یہ ایسے لوگوں کے لیے ہیں جنہوں نے عمده کلام کیا، (دوسروں کو) کھانا کھلایا، (نقلي) روزوں کی پابندی کی اور رات کو اس وقت رضاۓ الہی کی خاطر نماز ادا کی جب لوگ سورہ ہوتے ہیں۔“ [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۵۲۷) کتاب

صفۃ الجنة: باب ما جاء في صفة غرف الجنة]

سلام کو عام کرنا

59- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((لَا تَدْخُلُونَ الْجَنَّةَ حَتَّى تُؤْمِنُوا، وَلَا تُؤْمِنُوا حَتَّى تَحَبُّو، أَوْلًا أَدْلُكُمْ عَلَى شَيْءٍ إِذَا فَعَلْتُمُوهُ تَحَابَبْتُمْ؛ أَفْشُوا السَّلَامَ بَيْنَكُمْ))

” تم اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو سکتے جب تک مؤمن نہ بن جاؤ اور تم اس وقت

تک مومن نہیں بن سکتے جب تک تم آپس میں ایک دوسرے سے محبت نہ کرنے لگو۔ کیا میں تمہیں ایسی چیز کی خبر نہ دوں کہ جب تم اسے اختیار کر لو تو تم آپس میں محبت کرنے لگو؟ (وہ یہ ہے کہ) آپس میں سلام کو پھیلاؤ۔“ [مسلم (۵۲) کتاب الایمان : باب بیان أنه لا يدخل الجنة إلا المؤمنون وأن محبة المؤمنين من الاعیان]

مصیبت زدہ کوسلی دینا

60- عبد اللہ بن ابی بکر اپنے والد ابوبکر بن محمد اور وہ اپنے دادا عمر و بن حزم رضی اللہ عنہ سے بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُؤْمِنٍ يُعَزِّي أَخَاهُ بِمُصِيبَةٍ إِلَّا كَسَاءُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ مِنْ حَلَلِ الْكَرَامَةِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

”جو کوئی مسلمان اپنے مصیبت زدہ بھائی کوسلی دیتا ہے اللہ تعالیٰ اسے روز قیامت عزت کا لباس پہنا سکیں گے۔“ [حسن: صحیح ابن ماجہ (۱۶۰۱) کتاب الجنائز: باب ما جاء فی ثواب من عزی مصاباً، صحیح الجامع الصغیر (۵۷۵۲)]

فوائد: کوسلی دینے کے لیے عربی میں ”تعزیۃ“ کا لفظ مستعمل ہے، جسے اردو میں بھی استعمال کیا جاتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ کا معمول تھا کہ جب بھی کسی کے ہاں کوئی مصیبت و آزمائش آتی یا کسی کا کوئی رشتہ دار عزیز فوت ہوتا تو اس کی تعزیت کے لیے جاتے۔ حضرت قرہ مرنی رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم ﷺ کے ایک ساتھی کا بچہ فوت ہوا تو آپ نے اس کی تعزیت کی۔ [صحیح نسائی (۱۹۷۳) نسائی (۲۰۹۰) کتاب الجنائز: باب التعزیۃ] تعزیت کے مسنون الفاظ یہ ہیں: ((إِنَّ اللَّهَ مَا أَخْذَ لَهُ مَا أَعْطَى وَ كُلُّ شَيْءٍ عِنْدَهُ بِأَجْلٍ مُسْئَى فَلَا تُصْبِرُ وَ لَا تُحَسِّبُ)) ”یقیناً اللہ تعالیٰ ہی کا ہے جو اس نے لے لیا اور جو اس نے دیا تھا اور ہر چیز اس کی بارگاہ سے وقت مقررہ پر ہی واقع ہوتی ہے۔ لہذا صبر کرو اور ثواب کی امید رکھو۔“ [بخاری (۱۲۸۲) کتاب الجنائز، مسلم (۹۲۳)] شیعی کے سر پر ہاتھ پھیرنا چاہیے اور اس کا اکرام کرنا چاہیے۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت جعفر رضی اللہ عنہ کی شہادت کے بعد ان کے بیٹے عبد اللہ رضی اللہ عنہ کو اٹھایا، اس کے سر پر تین مرتبہ ہاتھ پھیرا اور

ہر مرتبہ ہاتھ پھیرتے ہوئے کہا، اے اللہ! جعفر کی اولاد میں اس کا جانشین پیدا فرما۔ [أحكام الجنائز للألبانی (ص: ۲۱۲)] یہ بھی یاد رہے کہ تعزیت کے دوران چیخنا، چلانا یا گریبان چاک کرنا جیسا کہ آج کل ہمارے معاشرے میں عام رواج ہے، حرام ہے۔ فرمان نبوی ہے کہ ”جس نے (کسی کی موت پر) رخساروں کو پیٹا، گریبان کو پھاڑا اور جاہلیت کی باتیں کہیں وہ ہم میں سے نہیں۔“ [بخاری (۱۲۹۲) کتاب الجنائز، مسلم (۱۰۳)]

اپنے مال کی حفاظت میں قتل ہونا

61- حضرت عبد اللہ بن عمرو بن عاصی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ قُتِلَ دُونَ مَا لَيْهِ مَظْلُومٌ مَا فِلَهُ الْجَنَّةُ))

”جو شخص اپنے مال کا دفاع کرتے ہوئے ظلم و زیادتی کا شکار ہو کر قتل کر دیا جائے وہ جنت میں داخل ہو گا۔“ [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۳۰۸۶) کتاب تحریم الدم: باب من قتل دون ماله، ابن ماجہ (۲۵۸۰) ابو داود (۳۷۷۲)]

فوائد: ایک حدیث میں اپنے مال کی حفاظت میں قتل کیے جانے والے شخص کو شہید کہا گیا ہے۔ [بخاری (۲۲۸۰) کتاب المظالم: باب من قاتل دون ماله، مسلم (۱۳۱)]

۱۲ سال مسجد میں اذان دینا

62- حضرت ابن عمر رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ أَذَّنَ ثِنْتَيْ عَشْرَةَ سَنَةً، وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَكُتِبَ لَهُ بِتَأْذِينِهِ فِي كُلِّ يَوْمٍ سِتُّونَ حَسَنَةً وَلِكُلِّ إِقَامَةٍ ثَلَاثُونَ حَسَنَةً))

”جس نے بارہ (۱۲) سال اذان دی اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور اس کے لیے اس کی اذان کے بد لے ہر روز سانحہ (۲۰) نیکیاں اور ہر اقامت کے بد لے تیس (۳۰) نیکیاں لکھ دی جاتی ہیں۔“ [صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۷۲۸) کتاب الأذان والسنۃ فیہا: باب فضل الأذان وثواب المؤذنین، صحیح الجامع الصغیر (۲۰۰۲)]

شوہر کی فرمانبرداری

63- حضرت حصین بن محسن رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ عَمَّةً لَهُ أَتَتِ النِّيَّةَ فِي حَاجَةٍ فَفَرَغَتْ مِنْ حَاجَتِهَا فَقَالَ لَهَا النِّيَّةُ أَذْاتُ زُوْجٍ أَنْتِ ؟ قَالَتْ : نَعَمْ ! قَالَ : كَيْفَ أَنْتِ لَهُ ؟ قَالَتْ : مَا الْوُدُّ إِلَّا مَا عَجَزْتُ عَنْهُ . قَالَ : فَإِنْظُرِي أَيْنَ أَنْتِ مِنْهُ فَإِنَّمَا هُوَ جَنَّتُكِ وَنَارُكِ))

”ان کی پھوپھی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی تو آپ نے اس سے دریافت کیا کہ کیا تو شادی شدہ ہے؟ اس نے کہا: ہاں۔ آپ نے دریافت کیا کہ تم اپنے شوہر سے کیسا رویہ بر تی ہو؟ اس نے کہا کہ میں نے کبھی اس کی اطاعت و فرمانبرداری میں کمی نہیں کی الا کہ جو میری طاقت سے باہر ہو۔ آپ نے پھر دریافت کیا کہ تم اس کی نظر میں کیسی ہو؟ (خبردار!) وہ تمہاری جنت (اس کی اطاعت کے بد لے میں) اور جہنم (اس کی نافرمانی کے بد لے میں) ہے۔“ [صحیح:

صحیح الترغیب (۱۹۳۲) کتاب النکاح، احمد (۳۲۱۰۳) نسائی (۷۶)]

فوائد: عورت پر مرد کا یہ حق ہے کہ وہ اس کی اطاعت و فرمانبرداری کرے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اسے اللہ تعالیٰ نے گھر میں حکمران کی حیثیت دی ہے اور اس کا درجہ عورت سے بلند رکھا ہے۔ ایک حدیث میں ہے کہ جو عورت اپنے شوہر کی نافرمان ہو وہ جب تک اس کی فرمانبرداری کی طرف نہ لوٹ آئے اس کی نماز اس کے سر سے تجاوز نہیں کرتی (یعنی قبولیت کے درجہ تک نہیں پہنچت)۔ [صحیح الترغیب (۱۹۳۸) کتاب النکاح] مگر یہاں یہ بھی یاد رہے کہ عورت پر مرد کے صرف اسی حکم کی فرمانبرداری لازم ہے جو کسی جائز کام میں ہو۔ اگر مرد عورت کو کسی ناجائز کام کے کرنے کا حکم دے مثلاً اسے کہے کہ نماز نہ پڑھ، قبر پر سجدہ کر، اپنے رشتہ داروں سے تعلق توڑ دے وغیرہ وغیرہ، تو ایسے ناجائز کاموں میں اس پر شوہر کی اطاعت ضروری نہیں۔ ارشادِ نبوی ہے کہ ”خالق کی نافرمانی (والے کام) میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں۔“ [صحیح الجامع الصغیر (۵۲۰)]

عورت کا نمازِ روزہ پا کدا منی اور شوہر کی اطاعت کی پابندی کرنا۔

64- حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا صَلَّى الْمَرْأَةُ حَمْسَهَا، وَصَامَتْ شَهْرَهَا، وَحَصَنَتْ فَرْجَهَا، وَأَطَاعَتْ بَعْلَهَا، دَخَلَتْ مِنْ أَيْمَانِ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ شَائِئَةً))

”جب عورت پانچ نمازیں ادا کرے‘ ماہ رمضان کے روزے رکھے، اپنی شرمگاہ کی حفاظت کرے، اپنے شوہر کی اطاعت کرے تو جنت کے دروازوں میں سے جس سے چاہے داخل ہو جائے۔“ [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۶۰) ابن حبان (۱۲۹۶)]

صد میں ابتداء میں مسبر کرنا

65- حضرت ابوالامام عليه السلام بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

((يَقُولُ اللَّهُ سُبْحَانَهُ: إِنَّ آدَمَ إِنْ صَبَرْتَ وَاحْتَسَبْتَ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى
لَمْ أَرْضُ لَكَ قَوَابِدُونَ الْجَنَّةِ))

”اللہ سبحانہ و تعالیٰ فرماتے ہیں، اے آدم کے بیٹے! اگر تو پہلے صد میں کے وقت صبر کرے گا اور ثواب کی نیت رکھے گا تو میں بد لے میں تجھے صرف جنت ہی عطا کروں گا۔“ [حسن: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۱۵۹۷) کتاب الجنائز : باب ما جاء في الصبر على المصيبة]

فوائد: اگر کوئی مصیبت پہنچ تو فوری طور پر اسے اللہ تعالیٰ کا حکم سمجھتے ہوئے صبر و ثبات کا مظاہرہ کرنا چاہیے، یہی صبر محدود ہے، جس کی کتاب و سنت میں فضیلت بیان کی گئی ہے۔ جبکہ ایسا صبر اللہ تعالیٰ کو پسند نہیں کہ انسان مصیبت کے وقت تو چیخ و پکار کر لے جزع فزع کر لے تو خوانی کر لے روپیٹ لے گالیاں بک لے اور جب تھک جائے تو صبر شروع کر دے۔ ایسے صبر کا کوئی فائدہ نہیں۔ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا گزر ایک ایسی عورت پر سے ہوا جو ایک قبر پر بیٹھ کر رہی تھی۔ آپ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ سے ڈر جا اور صبر کر۔ اس نے کہا، مجھ سے دور ہو جاؤ یہ مصیبت تم پر پڑی ہوتی تو پہنچتا۔ اس نے آپ کو نہ پہچانا۔ پھر جب لوگوں نے اسے بتایا کہ یہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تھے تو وہ گھبرا گئی اور آپ کے دروازے پر پہنچی۔ وہاں اسے کوئی دربان نہ ملا۔ پھر اس نے عرض کیا، میں آپ کو پہچان نہیں سکی تھی۔ تو آپ نے فرمایا ((إِنَّكُمَا الصَّابِرُ عِنْدَ الصَّدْمَةِ الْأُولَى)) ”صبر تو جب صدمہ شروع ہواں وقت کرنا

چاہیے۔” [بخاری (۱۲۸۳) کتاب الجنائز، مسلم (۹۲۶)]

دونوں آنکھوں سے نایینے شخص کا صبر کرنا

66- حضرت انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو فرماتے ہوئے سن، بلاشبہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ

((إِذَا الْبَتَلَيْتُ عَنِّي بِمَحِبَّيَتِنِي فَصَبَرَ عَوْضُتُهُ مِنْهُمَا الْجَنَّةَ يُرِيدُ عَيْنَيْهِ))

”جب میں اپنے بندے کو اس کی دمحوب چیزوں میں (یعنی دونوں آنکھیں چھین کر)

آزماتا ہوں اور وہ صبر کرتا ہے تو میں ان دونوں کے بد لے اسے جنت عطا کروں گا۔“ [بخاری

(۵۶۵۳) کتاب المرضی: باب فضل من ذهب بصره]

ولاد کی وفات پر صبر کا مظاہرہ کرنا

67- حضرت قرہ بن ایاس رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلًا أَتَى النَّبِيَّ ﷺ وَمَعَهُ ابْنُ لَهُ، فَقَالَ لَهُ: أَتُحِبُّهُ؟ فَقَالَ: أَحِبَّكَ اللَّهُ كَمَا أُحِبُّهُ، فَمَاتَ فَفَقَدَهُ، فَسَأَلَ عَنْهُ فَقَالَ: مَا يَسْرُكَ أَنْ لَا تَأْتِيَ بَابًا مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ إِلَّا وَجَدْتَهُ عِنْدَهُ يَسْعَى يَفْتَحُ لَكَ))

”ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ آپ نے اس سے دریافت کیا، کیا تو اس سے محبت کرتا ہے؟ اس نے (دعائیہ انداز میں) عرض کیا، اللہ تعالیٰ آپ سے (مزید) محبت کرے جیسے میں اس سے محبت کرتا ہوں (یعنی میں اس سے بے پناہ محبت کرتا ہوں)۔ پھر وہ بچہ فوت ہو گیا اور اس نے اسے گم پایا تو آپ سے اس کے متعلق دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا، کیا تجھے یہ پسند نہیں کرتے تو (قیامت کے روز) جنت کے دروازوں میں سے ایک دروازے کے قریب آئے اور اسے اس کے پاس پائے اور وہ تیرے لیے (جنت کا دروازہ) کھولے۔“ [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۱۸۷۰) کتاب الجنائز: باب الامر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة]

الأمر بالاحتساب والصبر عند نزول المصيبة

68- حضرت ابو موسیٰ اشعری رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا مَاتَ وَلَدُ الْعَبْدِ قَالَ اللَّهُ لِنَلَائِكَتِهِ قَبَضْتُمْ وَلَدَ عَبْدِي؛ فَيَقُولُونَ نَعَمْ فَيَقُولُ : قَبَضْتُمْ ثَمَرَةً فُوَادِيَ، فَيَقُولُونَ : نَعَمْ ، فَيَقُولُ : مَاذَا قَالَ عَبْدِي؟ فَيَقُولُونَ : حَمْدَكَ وَاسْتَرْجَعَ، فَيَقُولُ اللَّهُ : الْبُنُوءُ الْعَبْدِيَّ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ وَسَمْوَةً : بَيْتَ الْحَمْدِ))

”جب کسی بندے کا بچپن فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ فرشتوں سے دریافت کرتے ہیں کہ تم نے میرے بندے کے بچپن کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ پوچھتے ہیں، تم نے اس کے دل کے پھل کی روح قبض کر لی ہے؟ وہ کہتے ہیں، ہاں۔ پھر اللہ تعالیٰ دریافت کرتے ہیں، میرے بندے نے کیا کہا؟ وہ کہتے ہیں (بچپن کی وفات پر بھی) اس نے (اے اللہ!) تیری تعریف ہی کی اور ”انا للہ وانا الیہ راجعون“ پڑھا۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں، میرے اس (صبر کرنے والے) بندے کے لیے جنت میں ایک گھر بناؤ اور اس کا نام ”بیت الحمد“ رکھ دو۔“ [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۰۲۱) کتاب الجنائز: باب فضل المصيبة اذا احتسب، صحیح الترغیب (۲۰۱۲)]

69- حضرت عتبہ رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ، لَمْ يَتْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا تَلَقَّوْهُ مِنْ أَبْوَابِ الْجَنَّةِ الْعَمَانِيَّةِ، وَمَنْ أَيْضَهَا شَاءَ دَخَلَ))

”جس مسلمان کے تین نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں (وہ اس پر صبر کرتا ہے) تو وہ تینوں جنت کے آٹھوں دروازوں پر اس کا استقبال کریں گے اور وہ جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔“ [صحیح: صحیح الجامع الصغير (۵۷۴۲) ابن ماجہ (۱۶۰۳) کتاب الجنائز]

70- حضرت انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنَ النَّاسِ مُسْلِمٌ يَمُوْتُ لَهُ ثَلَاثَةٌ مِنَ الْوَلَدِ لَمْ يَتْلُغُوا الْحِنْثَ إِلَّا

أَدْخِلُهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ بِفَضْلِ رَحْمَتِهِ إِيَّاهُمْ))

”لوگوں میں سے جس مسلمان کے بھی تین نابالغ بچے فوت ہو جاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان بچوں پر اپنی خاص رحمت وفضل کی وجہ سے اسے جنت میں داخل فرمادیتے ہیں۔“ [بخاری (۱۳۸۱) کتاب الجنائز: باب ما قيل في أولاد المسلمين]

محبوب شخص کی وفات پر صبر کرنا

71- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

((مَا لِعَبْدِي الْمُؤْمِنِ عِنْدِي جَزَاءٌ إِذَا قَبَضْتُ صَفِيهَ مِنْ أَهْلِ الدُّنْيَا ثُمَّ احْتَسَبْتَهُ إِلَّا الْجَنَّةَ))

”جب میں اپنے بندے کی محبوب ترین شخصیت (بیوی، بیٹا، باپ، یا بھائی وغیرہ) فوت کر دیتا ہوں، پھر وہ (اس پر صبر کرتا ہے اور) اجر و ثواب کی نیت رکھتا ہے تو میرے پاس اپنے اس مومن بندے کے لیے سوائے جنت کے اور کوئی جزا نہیں۔“ [بخاری (۶۲۲۲) کتاب الرفق: باب العمل الذي يتغى به وجه الله]

مریض کی عیادت کرنا

72- حضرت علی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنًا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَعُودُ مُسْلِمًا أَغْدُوَةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُمْسِيَ وَإِنْ عَادَهُ عَشِيَّةً إِلَّا صَلَّى عَلَيْهِ سَبْعُونَ أَلْفَ مَلَكٍ حَتَّى يُصْبِحَ وَكَانَ لَهُ خَرِيفٌ فِي الْجَنَّةِ))

”جو کوئی مسلمان کسی مسلمان کی صبح کے وقت عیادت کرتا ہے تو شام تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے رہتے ہیں اور اگر وہ شام کے وقت اس کی عیادت کرتا ہے تو صبح تک ستر ہزار فرشتے اس کے لیے مغفرت کی دعا کرتے ہیں اور اس کے لیے جنت میں باغ (بنادیا جاتا) ہے۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۹۶۹) کتاب الجنائز: باب ما

[جاء فی عيادة المریض، ابو داود (۳۰۹۸)]

73- حضرت ثوبان رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضًا لَمْ يَزُلْ فِي خُرْفَةِ الْجَنَّةِ قِيلَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! وَمَا خُرْفَةُ الْجَنَّةِ ؟ قَالَ : جَنَّاهَا))

”جس نے کسی مریض کی عیادت کی وہ (جب تک عیادت میں مصروف ہوتا ہے) جنت کے باعیچے میں ہوتا ہے۔ عرض کیا گیا، اے اللہ کے رسول! جنت کے باعیچے سے کیا مراد ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جنت کے پتنے ہوئے پھل۔“ [مسلم (۲۵۶۸) کتاب البر والصلة والأداب: باب فضل عيادة المريض]

بچوں کی نیک تربیت کرنا

74- حضرت ابو ہریرہ رض سے مردی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((إِنَّ الرَّجُلَ لَتُرْفَعُ دَرَجَتُهُ فِي الْجَنَّةِ فَيَقُولُ : أَنِّي هَذَا ؛ فَيُقَالُ : إِنَّكَ تَسْتَغْفِرُ لِوَلِدِكَ لَكَ))

” بلاشبہ جنت میں آدمی کا درجہ بلند کیا جاتا ہے تو وہ دریافت کرتا ہے کہ یہ کیسے ہوا؟ اسے جواب دیا جاتا ہے، تیرے لیے تیری اولاد کے استغفار کرنے کی وجہ سے۔“ [صحیح: صحيح الجامع الصغير (۱۶۱) ابن ماجہ (۳۶۶۰) کتاب الأدب: باب بر الوالدين، السلسلة الصحيحة (۱۵۹۸)]

فوائد: اولاد اگر نیک ہو تو والدین کی وفات کے بعد والدین کے لیے دعا عکس اور استغفار کرتی ہے اور خود بھی اعمال صالحہ بجالاتی ہے، جس سے والدین کی نیکیوں میں مزید اضافہ اور درجات بلند ہوتے ہیں۔ یاد رہے کہ وہی اولاد والدین کے لیے استغفار اور دیگر اعمال صالحہ کے ذریعے نجات کا باعث بنتی ہے جس کی تربیت والدین نے اپنی زندگی میں اچھی کی ہو، جسے دین سکھایا ہو، جسے اسلامی احکامات پر عمل کی مشق کرائی ہو۔ لیکن اگر اولاد کو زندگی میں دین سے دور کھا ہو، اسے ہر برآ کام سکھایا ہو، اسے ڈراموں، فلموں اور فخش دیکھنے سننے کا خوگر بنا یا ہو تو وہ کیسے والدین کے لیے ذریعہ نجات بنے۔

جنت واجب کرنے والے اعمال

۶۲

گی؟ بلکہ اس کے برعکس ایسی اولاد والدین کے نامہ اعمال میں گناہوں کے اضافے کا باعث ہو گی۔ کیونکہ والدین کو دنیا میں یہ حکم تھا کہ وہ اپنے ساتھ ساتھ اپنے اہل و عیال کو بھی جہنم کی آگ سے بچائیں۔ جب انہوں نے ایسا نہ کیا اور اولاد کو جہنم کے راستے پر چلا دیا، تو اولاد ان کے سکھانے یا ان کی اجازت یا ان کی چھوٹ کی وجہ سے جتنے گناہ کرے گی سب کا و بال والدین پر ہو گا۔ اس لیے ہمیں چاہیے کہ اپنی اولاد کی نیک تربیت کریں، اسے کتاب و سنت کی تعلیم دلائیں، اسے متqi و راست باز مسلمان بنائیں تاکہ وہ ہماری وفات کے بعد ہمارے لیے صدقہ جاریہ اور ہماری نجات کا سبب بن سکے۔

والدین کی اطاعت اور ان سے حسن سلوک

75- حضرت ابو درداء رضي الله عنه بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلًاً أَتَاهُ اللَّهُ عِنْهُ دِينَهُ فَقَالَ : إِنَّ لِي أُمْرَأً ، وَإِنَّ أُمِّي تَأْمُرُنِي بِظُلْمٍ قَهَا ، فَقَالَ أَبُو الدَّادَاء رضي الله عنه : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ صلوات الله عليه وسلم يَقُولُ : الْوَالِدُ أَوْ سُطُّ أَبُوابِ الْجَنَّةِ ، فَإِنْ شِئْتَ فَأَضْعِفْ ذَلِكَ الْبَابَ أَوْ احْفَظْهُ))

”ایک آدمی ان کے پاس آیا اور اس نے عرض کیا، بلاشبہ میری ایک بیوی ہے اور میری والدہ مجھے اسے طلاق دینے کا حکم دیتی ہے۔ ابو درداء رضي الله عنه نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلوات الله عليه وسلم کو فرماتے ہوئے سنائے کہ والدجنت کا بہترین اور بلندترین دروازہ ہے (یعنی تمہارے جنت میں داخل ہونے کا بہترین ذریعہ ہے)، اگر تم چاہو تو اسے (اس کی نافرمانی کر کے) ضائع کرلو یا (اس کی اطاعت کر کے) (اس کی حفاظت کرلو۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی ۱۹۰۰] کتاب البر والصلة، ابن ماجہ (۳۶۶۳)]

فوائد: قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ نے اپنی عبادت کے بعد دوسرے نمبر پر والدین کے ساتھ حسن سلوک کا حکم دیا ہے، جس سے اطاعت والدین کی اہمیت عیاں ہے، اسی طرح احادیث میں بھی والدین کی خدمت و اطاعت کی خوب ترغیب دلائی گئی ہے۔

لیکن اس کا مطلب یہ بھی نہیں کہ ہر ناجائز کام میں بھی والدین کے حکم کو تسلیم کیا جائے۔ بلکہ

اطاعت صرف معروف میں ہے گناہ کے کاموں میں نہیں۔ جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ((وَإِنْ جَاهَدَاكَ عَلَى أَنْ تُشْرِكَ بِيَنِ ما لَيْسَ لَكَ بِهِ عِلْمٌ فَلَا يُطْعِمُهُمَا وَصَاحِبَهُمَا فِي الدُّنْيَا مَغْرُوفًا)) [لقمان: ۱۵] ”اگر وہ دونوں (یعنی ماں اور باپ) تجھ پر اس بات کا دباؤ ڈالیں کہ تو میرے ساتھ شریک کرے جس کا تجھے علم نہ ہو تو ان کا کہنا نہ ماننا، ہاں دنیا میں ان کے ساتھ اچھی طرح گزر برس کرنا۔“

اب مسئلہ یہ ہے کہ کیا والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دی جائے گی یا نہیں؟ تو اس کے متعلق زیادہ مناسب رائے یہ ہے کہ اگر تو بیوی میں کوئی شرعی عیب ہو مثلاً وہ کسی اجنبی سے میل ملاقات رکھتی ہو یا کوئی اور اخلاقی جرم میں ملوث ہو تو والدین کے حکم پر اسے طلاق دینا ضروری ہے جیسا کہ حضرت عمر بن الخطاب کے حکم پر ابن عمر بن الخطاب کو نبی کریم ﷺ نے اپنی بیوی کو طلاق کا حکم دیا تھا۔ لیکن اگر کوئی عورت ہر لحاظ سے درست ہو اور والدین محض بیٹے کی اس سے بے پناہ محبت دیکھ کر جلتے ہوں اور اسے طلاق دینے کا مطالبہ کرتے ہوں تو ایسی صورت میں والدین کے حکم پر بیوی کو طلاق دینا کسی طور پر درست نہیں بالخصوص جب وہ دینی و اخلاقی اعتقاد سے بھی کمال درج کی ہو۔ عرب علماء میں سے شیخ ابن عثیمین اور سعودی مستقل فتویٰ کمیٹی کا یہی فتویٰ ہے۔ [اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے رقم المحدف کی کتاب ”فقہ الحدیث“ یادوسری کتاب ”طلاق کی کتاب“ کا مطالعہ کیجئے۔]

76- حضرت جاہمہ سلمی رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّهُ جَاءَ إِلَيْنِي ﷺ فَقَالَ: يَا رَسُولَ اللَّهِ! أَرَدْتُ أَنْ أَغْزُوَ، وَقَدْ جِئْتُ أَسْتَشِيرُكَ؛ فَقَالَ: هَلْ لَكَ مِنْ أُمِّهِ؟، قَالَ: نَعَمْ قَالَ: فَالْزُّمْهَا فِي الْجَنَّةِ تَحْتَ رِجْلِيْهَا))

”وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا، اے اللہ کے رسول! میرا جہاد میں شرکت کا ارادہ ہے اور آپ سے مشورہ کرنے آیا ہوں؟ آپ نے فرمایا، کیا تیری والدہ موجود ہے؟ اس نے کہا، ہاں۔ آپ نے فرمایا، اس (کی خدمت کو) لازم کپڑا اس لیے کہ جنت اس کے قدموں کے نیچے ہے۔“ [حسن صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۳۱۰۲) کتاب الجهاد: باب

الرخصة في التخلف لمن له والد، صحيح الترغيب (٢٢٨٥) []
 فوائد: یہ حکم ایسی صورت کے متعلق ہے جب جہاد فرض عین نہ ہو اور والدین کو اس کی خدمت کی بھی شدید ضرورت ہو۔ البتہ جب جہاد فرض عین ہو جائے تو پھر والدین کی خدمت یا جہاد کے لیے والدین کی اجازت کی ضرورت نہیں۔ جمہور اہل علم کا یہی موقف ہے۔
 واضح رہے کہ تین صورتوں میں جہاد فرض عین ہو جاتا ہے (جیسا کہ امام ابن قدامة نے نقل فرمایا ہے):

- ① جب لشکر آپس میں مکڑا نے لگیں تو ہر حاضر شخص پر جہاد فرض عین ہے۔
- ② جب کفار کسی شہر پر حملہ آور ہو جائیں تو دفاع کے لیے ان سے لڑائی کرنا فرض عین ہے۔
- ③ جب مسلمانوں کا امیر و حکمران سب کو نکلنے کا حکم دے دے تو سب پر فرض عین ہے۔ [المعنى
لابن قدامة (٣٣٦١)]

77- حضرت عبد اللہ بن عمر و مولیہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:
 ((رَضِيَ الرَّبِّ فِي رَضْيِ الْوَالِدِ وَسَخَطُ الرَّبِّ فِي سَخَطِ الْوَالِدِ))
 ”پروردگار کی رضامندی والد کی رضامندی ہے اور پروردگار کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۸۹۹) کتاب البر والصلة: باب ما جاء من الفضل في رضا الوالدين، السلسلة الصحيحة (٥١٦)]

78- حضرت عائشہ ؓ بیان کرتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
 ((نَمَتُ فَرَأَيْتُنِي فِي الْجَنَّةِ، فَسَيِّعُتْ صَوْتَ قَارِئٍ يَقْرَأُ، فَقُلْتُ: مَنْ هَذَا؟ فَقَالُوا: هَذَا أَخَارِثَةُ بْنُ الْتَّعْمَانِ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: كَنْدِلَكَ الْبَرُّ كَنْدِلَكَ الْبَرُّ وَكَانَ أَبْرَ النَّاسِ يَأْمُو))

”میں سویا تو میں نے خود کو (خواب میں) جنت میں دیکھا، میں نے (وہاں) ایک قاری کی آواز سنی جو قرائت کر رہا تھا۔ میں نے دریافت کیا، یہ کون ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا یہ حارثہ بن نعمان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اسی طرح نیکی (کا بدله) ہے، اسی طرح نیکی (کا

بدلہ) ہے۔ اور وہ (یعنی حارثہ) لوگوں میں سب سے زیادہ اپنی والدہ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا تھا۔“ [اسنادہ صحیح: مسند احمد (۲۵۱۸۲) بتحقيق شعیب ار نائوووط، مصنف عبد الرزاق (۲۰۱۱۹) ابن حبان (۷۰۱۵)]

اپنے آپ کو لوگوں کی اچھی تعریف کے قابل بنانا

79- حضرت ابن عباس رض بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَهْلُ الْجَنَّةِ مَنْ مَلَأَ اللَّهَ أُذُنَّيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ خَيْرًا، وَهُوَ يُسَمِّعُ وَأَهْلُ النَّارِ مَنْ مَلَأَ أُذُنَّيْهِ مِنْ ثَنَاءِ النَّاسِ شَرًّا وَهُوَ يُسَمِّعُ))

”جنت میں جانے والا شخص وہ ہے جس کے کانوں کو (اس کی زندگی میں ہی) اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی اچھی تعریف کے ساتھ بھر دیا اور وہ اسے سنتا ہے اور جہنم میں جانے والا وہ شخص ہے جس کے کانوں کو اللہ تعالیٰ نے لوگوں کی بری تعریف سے بھر دیا اور وہ اسے سنتا ہے۔“ [حسن صحیح: صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۳۲۲۳) کتاب الزهد: باب الثناء الحسن، صحیح الجامع الصغیر (۲۵۲۷)]

80- حضرت انس رض بیان کرتے ہیں کہ

((مُرَّ بِجَنَازَةِ فَأُثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَجَبَتْ وَمُرَّ بِجَنَازَةِ فَأُثْنَى عَلَيْهَا شَرًّا، فَقَالَ نَبِيُّ اللَّهِ ﷺ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ قَالَ عُمَرُ : فِدَى لَكَ أَبِي وَأَهْلِي، مُرَّ بِجَنَازَةِ فَأُثْنَى عَلَيْهَا خَيْرًا، فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَمُرَّ بِجَنَازَةِ فَأُثْنَى عَلَيْهَا شَرًّا فَقُلْتَ: وَجَبَتْ، وَجَبَتْ، وَجَبَتْ؛ فَقَالَ رَسُولُ اللَّهِ ﷺ: مَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ خَيْرًا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، وَمَنْ أَثْنَيْتُمْ عَلَيْهِ شَرًّا وَجَبَتْ لَهُ النَّارُ أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ، أَنْتُمْ شُهَدَاءُ اللَّهِ فِي الْأَرْضِ))

”ایک جنازہ گزار تو اس پر اچھی تعریف کی گئی، اس پر نبی کریم ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا،

واجب ہو گئی۔ (پھر) ایک اور جنازہ گزراتواں پر بری تعریف کی گئی، اس پر نبی کرم ﷺ نے پھر تین مرتبہ فرمایا کہ واجب ہو گئی۔ حضرت عمر بن الخطاب نے عرض کیا کہ میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں، ایک جنازہ گزر، اس پر اچھی تعریف کی گئی تو آپ نے تین مرتبہ فرمایا، واجب ہو گئی۔ اسی طرح جب دوسرا جنازہ گزر، اس کی بری تعریف کی گئی تو آپ نے پھر تین مرتبہ فرمایا کہ واجب ہو گئی (اس کا کیا مطلب ہے)؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس شخص کی تم لوگوں نے اچھی تعریف کی ہے اس کے لیے جنت واجب ہو گئی اور جس کی تم نے بری تعریف کی ہے اس کے لیے آگ واجب ہو گئی۔ پھر آپ ﷺ نے تین مرتبہ فرمایا کہ تم لوگ زمین میں اللہ کے گواہ ہو۔“

[مسلم (۹۲۹) کتاب الجنائز: باب فیمن يشنى عليه خيراً أو شرا من الموتى' حاکم (۳۷۷۸۱) أحمد (۱۷۹۱۳) نسائی (۱۹۲۹)]

فوائد: لوگوں کی اچھی تعریف کے لائق بننے کے لیے انسان کو چاہیے کہ حقوق العباد کی ادائیگی کرے اور اچھا اخلاق اپنائے۔ یقیناً یہی وہ بڑی ذوقی ذوقیں ہیں جنہیں اپنانے سے انسان لوگوں کی محبت حاصل کر لیتا ہے اور چھوڑ دینے سے لوگوں کی نفرت کا سزاوار رکھہ رہتا ہے۔ یہی باعث ہے کہ اللہ تعالیٰ نے محمد ﷺ کے پیشتر فرامین کے ذریعے لوگوں کو حسن اخلاق اپنانے کی خوب ترغیب دلائی ہے جیسا کہ اس ضمن میں متعدد احادیث گزشتہ اور اس میں گزر چکی ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)

اپنے دل کو بعض وحدت سے پاک رکھنا

81- حضرت انس بن مالک رض بیان کرتے ہیں کہ

((كَنَّا جُلُوْسًا مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَقَالَ: يَنْظَلُ عَلَيْكُمُ الْآنَ رَجُلٌ مِّنْ أَهْلِ الْجَنَّةِ فَطَلَعَ رَجُلٌ مِّنَ الْأَنْصَارِ تَنْظُفُ لِحِيَتُهُ مِنْ وَضُوئِهِ قَدْ تَعَلَّقَ نَعْلَيْهِ فِي يَدِهِ الشَّهَادَةِ فَلَمَّا كَانَ الْغَدْرُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلُ ذَلِكَ الرَّجُلُ مِثْلُ الْمَرَّةِ الْأُولَى فَلَمَّا كَانَ الْيَوْمُ الدَّالِلُ قَالَ النَّبِيُّ ﷺ مِثْلُ مَقَاوِلَتِهِ أَيْضًا، فَظَلَّعَ ذَلِكَ الرَّجُلُ عَلَى مِثْلِ حَالِهِ الْأُولَى فَلَمَّا قَامَ النَّبِيُّ ﷺ تَبَعَّهُ عَبْدُ اللَّهِ بْنُ عَمْرُو بْنِ

۱۴۔ (جیزیٰ حبیبی)

پرستی سے کہا جائے۔ ایک بڑی تعداد میں پس بھر کر تحریر میں نظر آئے، لیکن یہ میں کوئی بخوبی نہ پہنچ سکتا تھا اور لکھنے کی قدر نہ تھی۔ مگر میر احمد رضا کے ہاتھ سے کوئی دلچسپی نہ تھی اور اس کا ایک دلچسپی میں تحریر کیا گیا۔ اس کا تحریر کرنے والے کو ایک عالمی مذہبی ایجاد کے ہاتھ سے بھروسہ کرنا چاہیے۔

[۱۴: ۵]

(۵۱۰۶) ۱۴۔ پرستی کے ساتھ ایک دلچسپی کا بھروسہ کیا جائے؟ (مکانی) میں مکانی کا دلچسپی کیا جائے؟

گدھ کے ساتھ ایک دلچسپی کیا جائے؟

لکھنے کے لئے پہنچنے کا دلچسپی کیا جائے؟

لکھنے کا دلچسپی کیا جائے؟

[۱۴: ۶]

”یعنی یہ میں اپنے لئے مکانی کا دلچسپی کیا جائے؟“

لکھنے کا دلچسپی کیا جائے؟

اے اللہ کے بندے! میرے اور میرے والد کے درمیان کوئی غصہ یا جھگڑا نہیں ہے میں نے تو رسول اللہ ﷺ کو تین مرتبہ فرماتے ہوئے سنا تھا کہ ابھی تم پر ایک جنتی آدمی ظاہر ہو گا تو تینوں مرتبہ تم ظاہر ہوئے تھے۔ میں نے ارادہ کیا کہ تمہارے پاس رہوں تاکہ تمہارا عمل دیکھ کر اس کی اقتداء کر سکوں۔ لیکن میں نے تمہیں کوئی بہت زیادہ عمل کرتے ہوئے نہیں دیکھا۔ پس وہ کون سی چیز ہے جس نے تمہیں اس مقام تک پہنچا دیا ہے جسے رسول اللہ ﷺ نے بیان فرمایا ہے؟ اس نے جواب دیا وہ تو سب کچھ یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے۔ عبد اللہ بن عباس کہتے ہیں کہ جب میں مرا تو اس نے مجھے بلا یا اور کہا، وہ سب کچھ تو یہی ہے جو تم نے دیکھا ہے البتہ اتنا ضرور ہے کہ میں اپنے دل میں کسی مسلمان کے لیے دھوکہ و فریب نہیں رکھتا اور نہ ہی کسی ایک سے اس خیر کی وجہ سے حسد رکھتا ہوں جو اللہ تعالیٰ نے اسے عطا کی ہوتی ہے۔ (یہ کرفوراً) عبد اللہ بن عباس نے کہا، یہی وہ چیز ہے جس نے تجھے اس مقام تک پہنچا دیا ہے اور اسی کی ہم طاقت نہیں رکھتے۔“

[اسنادہ صحیح: مسند احمد (۱۲۶۹) بتحقیق شعیب ارناؤوٹ]

فوائد: حسد کا مطلب یہ ہے کہ کسی شخص پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھ کر یہ تمنا کرنا کہ اس سے یہ نعمت چھپ جائے یا اسے یہ نعمت کیوں ملی ہے وغیرہ۔ اس سے منع کیا گیا ہے جیسا کہ فرمان نبوی ہے کہ ”ایک دوسرے کے خلاف بعض وعدوات نہ رکھو اور نہ ہی ایک دوسرے سے حسد کرو۔“ [بخاری (۲۰۶۵) کتاب الأدب، مسلم (۲۵۶۳)] قرآن میں اللہ تعالیٰ نے حاسدوں کے شر سے پناہ مانگنے کی تلقین فرمائی ہے۔ [الفلق: ۵]

حسد دنیا میں بے شمار گناہوں کا سبب بنا ہے جیسا کہ یہ بات معروف ہے کہ اس دنیا کا اوپرین گناہ (یعنی ابلیس کا آدم ﷺ کو سجدہ نہ کرنا) حسد کی وجہ سے ہوا تھا۔ آدم ﷺ کے بیٹے قابیل نے ہانیل کو حسد کی وجہ سے ہی قتل کیا تھا۔ یوسف ﷺ کے بھائیوں نے حسد کی وجہ سے ہی انہیں کنوئیں میں پھینک دیا تھا۔ یہودیوں کا نبی کریم ﷺ پر ایمان نہ لانا بھی حسد کا ہی نتیجہ تھا اور آج بھی ان گنت گناہ حسد کی وجہ سے ہی ہوتے ہیں۔ اس لیے حسد سے بچنا بے شمار گناہوں سے بچاؤ کا ذریعہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حسد سے بچنے کی توفیق دے۔ (آمین)

واضح رہے کہ حسد کا ایک معنی رشک بھی ہے یعنی انسان کسی پر اللہ تعالیٰ کی کوئی نعمت دیکھتے تو یہ خواہش کرے کہ کاش! مجھے بھی ایسی نعمت مل جائے جو اسے ملی ہے، لیکن اس کی یہ تمدناء ہو کہ وہ نعمت اس سے چھپن جائے۔ اسے دو چیزوں میں پسندیدہ کہا گیا ہے۔ جیسا کہ حدیث میں ہے کہ رشک جائز نہیں مگر دو چیزوں میں (جاائز ہے) ایک وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن دیا ہو تو وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس کے ساتھ قیام کرتا ہے اور دوسرے وہ آدمی ہے اللہ تعالیٰ نے مال دیا ہو اور وہ رات اور دن کی گھڑیوں میں اس سے خرچ کرتا ہے۔ [بخاری (۵۲۹) کتاب التوحید]

جانوروں کے ساتھ بھی شفقت و رحمت سے پیش آنا

82- حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((أَنَّ رَجُلًا رَأَى كَلْبًا يَأْكُلُ الثَّرَى مِنَ الْعَطْشِ فَأَخَذَ الرَّجُلُ خُفَّةً فَجَعَلَ يَعْرِفُ لَهُ بِهِ حَقَّى أَرْوَاهُ فَشَكَرَ اللَّهُ لَهُ فَأَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ))

”ایک آدمی نے ایک کتا دیکھا جو (سخت) پیاس کی وجہ سے گیلی مٹی کھا رہا تھا۔ تو اس نے اپنا موزہ پکڑا اور اس سے پانی بھر کر اسے پلانے لگا تھی کہ اسے سیراب کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے اس کام کی قدر کی اور اسے جنت میں داخل کر دیا۔“ [بخاری (۱۷۸) کتاب

الوضوء: باب الماء الذي يغسل به شعر الانسان]

فوائد: ایک حدیث میں ایک بد کار عورت کا ذکر ہے کہ اس نے کسی پیاس سے کتنے پر ترس کھا کر اسے پانی پلا پایا تو اللہ تعالیٰ نے اسے بخش دیا۔ [بخاری (۳۳۲۱) کتاب بده الخلق، مسلم (۲۲۳۵)] اور ایک حدیث میں یہ بھی ہے کہ ”(بنی اسرائیل کی) ایک عورت کو ایک بیلی کی وجہ سے عذاب دیا گیا جسے اس نے قید کر کھا تھا جس وجہ سے وہ بیلی مر گئی تھی اور اس کی سزا میں وہ عورت دوزخ میں چلی گئی۔ جب وہ عورت بیلی کو باندھے ہوئے تھی تو اس نے اسے کھانے کے لیے کوئی چیز نہ دی، نہ پینے کے لیے اور نہ ہی اس نے بیلی کو چھوڑا کر وہ زمین کے کیڑے مکوڑے کھا لیتی۔“ [بخاری (۳۳۸۲) کتاب احادیث الأنبياء، مسلم (۲۲۴۴)]

ثابت ہوا کہ جانوروں کے ساتھ شفقت و رحمت باعث شجاعت اور جانوروں پر ظلم و زیادتی

باعث عذاب بن سکتا ہے۔

تیم کی کفالت کرنا

83- حضرت ہش بن سعد رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((أَنَا وَكَافِلُ الْيَتِيمِ فِي الْجَنَّةِ هَكَذَا وَأَشَارَ إِلَى السَّبَابَةِ وَالْوُسْطَى وَفَرَّاجَ بَيْنَهُمَا شَيْئًا))

”میں اور تیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ہوں گے اور (یہ کہتے ہوئے) آپ ﷺ نے اپنی انگشت شہادت اور درمیانی انگلی کے ساتھ اشارہ کیا اور ان کے درمیان کچھ فاصلہ کیا۔“ [بخاری (۵۳۰۲) کتاب الطلاق: باب اللعan]

فوائد: یاد رہے کہ جس طرح تیم کی کفالت کرنا بہت افضل عمل ہے اسی طرح تیم کا مال ناحق کھانا بہت بڑا جرم ہے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ «وَلِيَخُشَ الَّذِينَ لَوْتَرُكُوا مِنْ خَلْفِهِمْ ذُرِّيَّةً ضَعَافًا خَافُوا عَلَيْهِمْ فَلِيَتَّقُوَ اللَّهُ وَلَيَقُولُوا قَنُولَا سَدِيدًا إِنَّ الَّذِينَ يَا لَكُونَ أَمْوَالَ الْيَتَامَى ظُلْمَتْ إِنَّمَا يَا لَكُونَ فِي بُطُونِهِمْ نَازِرًا وَ سَيَصْلَوْنَ سَعِيدًا» [النساء: ۹-۱۰] ”انہیں چاہیے کہ اس بات سے ڈریں اگر وہ خود اپنے پیچھے نہیں نہیں نہ تو ان پیچے چھوڑ جاتے جن کے ضائع ہو جانے کا اندر یہ رہتا ہے (تو ان کی چاہت کیا ہوتی؟) پس اللہ تعالیٰ سے ڈر کر بچی تی بات کہا کریں۔ جو لوگ ناحق ظلم سے تیمیوں کا مال کھا جاتے ہیں وہ تو اپنے پیٹ میں آگ ہی بھر رہے ہیں اور عنقریب وہ دوزخ میں جائیں گے۔“

ایک صحیح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سات ہلاک کر دینے والے گناہوں سے بچنے کا حکم دیا۔ ان میں سے ایک گناہ یہ ہے ”(ناحق) تیم کا مال کھانا۔“ [بخاری (۶۸۵۷) کتاب الحدود، مسلم (۸۹)] امام ابن کثیرؓ ابن ابی حاتم کے حوالے سے ایک روایت نقل فرماتے ہیں کہ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے مراجع کی رات کا واقعہ پوچھا جس میں آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ ان کے ہونٹ پیچے لٹک رہے ہیں اور فرشتے انہیں گھسیت کر ان کا منہ خوب کھول دیتے ہیں۔ پھر جہنم کے گرم پتھران میں ٹھوں دیتے ہیں جو ان کے پیٹ میں اتر کر پیچھے کے

راستے سے نکل جاتے ہیں اور وہ قبچے چلا رہے ہیں۔ ہائے ہائے چمارہ ہے ہیں۔ میں نے جریل علیہ السلام سے پوچھا، یہ کون لوگ ہیں؟ انہوں نے کہا، یہ تیسوں کامال کھانے والے ہیں جو اپنے پیٹوں میں آگ بھر رہے ہیں اور عنقریب جہنم میں جائیں گے۔ [تفسیر ابن کثیر (۶۱۷۱)]

استطاعت ہو تو حج و عمرہ کرنا

84- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((الْعُمَرَةُ إِلَى الْعُمَرَةِ كَفَارَةٌ لِمَا بَيْنَهُمَا، وَالْحَجُّ الْمَبُرُورُ لَيْسَ لَهُ جَزَاءٌ إِلَّا الجنة))

”ایک عمرہ دوسرے عمرہ تک کے درمیانی گناہوں کا کفارہ ہے اور حج مبرور کی جزا صرف جنت ہی ہے۔“ [بخاری (۱۷۴۳) کتاب الحج: باب وجوب العمرة وفضائلها، مسلم (۱۳۲۹)]

فوائد: حج مبرور سے مراد ایسا حج ہے جس میں کسی قسم کے گناہ کا ارتکاب نہ ہو۔ حج ہر صاحب استطاعت مسلمان پر زندگی میں ایک مرتبہ فرض ہے، جبکہ عمرہ فرض نہیں۔ حج کے مہینے خاص ہیں یعنی شوال، ذوالقعدہ اور ذوالحجہ کا پہلا عشرہ۔ جبکہ عمرہ کے لیے کوئی وقت خاص نہیں۔ عمرہ سارا سال کسی بھی وقت کیا جا سکتا ہے، البتہ ماہ رمضان میں اس کا ثواب حج کے برابر ملتا ہے۔ [بخاری (۱۸۶۳)]

بکشرت استغفار کرنا

85- حضرت عبداللہ بن بسر رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((طُوبَى لِمَنْ وَجَدَ فِي صَحِيفَتِهِ اسْتِغْفَارًا أَكْبَرًِا))

”اس شخص کے لیے خوشخبری ہے جس نے اپنے نامہ اعمال میں کثرت سے استغفار پایا۔“
[صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۳۸۱۸) کتاب الأدب : باب الاستغفار، صحیح الجامع الصغیر (۳۹۳۰) صحیح الترغیب والترہیب (۱۶۱۸)]

فوائد: استغفار کا مطلب ہے ”مغفرت طلب کرنا“، یعنی اللہ تعالیٰ سے اپنے گناہوں کی بخشش اور معافی مانگنا۔ اللہ تعالیٰ نے اہل جنت متقین کا یہ وصف بیان فرمایا ہے کہ وہ جب کوئی بے حیائی کا کام یا

اپنے نفوس پر ظلم کر بیٹھتے ہیں تو فوراً اللہ تعالیٰ کو یاد کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کی بخشش طلب کرتے ہیں۔ [آل عمران: ۱۳۵] استغفار کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کا عذاب مل جاتا ہے جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ ”اللہ تعالیٰ اسی نہیں کرے گا کہ ان میں آپ ﷺ کے ہوتے ہوئے انہیں عذاب دے اور اللہ تعالیٰ انہیں اس حال میں بھی عذاب نہیں دے گا کہ وہ استغفار کرتے ہوں۔“ [الأنفال: ۳۳]

استغفار کے متعلق ایک حدیث قدسی یوں ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں، اے میرے بندو! تم سب دن رات گناہ کرتے ہو اور میں سب گناہوں کو بخش دیتا ہوں لہذا تم مجھ سے بخشش مانگو میں تمہیں بخش دوں گا۔ [مسلم (۲۵۷)] کتاب البر والصلة والآداب : باب تحريم الظلم] ایک دوسری حدیث قدسی کے الفاظ یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا، اے آدم کے بیٹے! اگر تیرے گناہ آسمان کی بلندی تک بھی پہنچ جائیں اور پھر تو مجھ سے بخشش طلب کرے تو میں تمہیں بخش دوں گا اور میں کچھ پرواہ نہیں کروں گا۔ [صحیح الترغیب (۱۶۱۶)]

فرمانِ نبوی ہے کہ اپنیں نے (اللہ تعالیٰ سے مخاطب ہو کر) کہا تھا کہ تیری عزت کی قسم! میں ہمیشہ تیرے بندوں کو گمراہ کرتا رہوں گا جب تک ان کی رو حسین ان کے جسموں میں ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے جواب دیا، مجھے میری عزت اور میرے جلال کی قسم! میں ہمیشہ انہیں بخشار رہوں گا جب تک وہ مجھ سے بخشش طلب کرتے رہیں گے۔ [صحیح الترغیب (۱۶۱)]

مذکورہ بالا احادیث اس بات کا ثبوت ہیں کہ بکثرت استغفار کرنا اللہ تعالیٰ کو بہت پسند ہے اور اللہ تعالیٰ اس کے ذریعے تمام گناہوں کو بخشش دیتے ہیں اور جب تمام گناہ بخش دیئے جائیں تو کامیابی یقینی ہے۔ لہذا کثرت سے استغفار کرنا چاہیے۔ البتہ رسول اللہ ﷺ کا معمول یہ تھا کہ آپ روزانہ سو (۱۰۰) مرتبہ استغفار کیا کرتے تھے۔ [مسلم (۲۷۰۲)] کتاب الذکر والدعاء : باب استحباب الاستغفار]

نماز روزہ اور حرام حلال کی پابندی کرنا

86- حضرت جابر رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَجُلًا سَأَلَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ: أَرَأَيْتَ إِذَا صَلَّيْتُ الصَّلَوَاتِ الْمُكْتُوبَاتِ وَصُمْتَ رَمَضَانَ وَأَحْلَلْتُ الْحَلَالَ وَحَرَّمْتُ الْحَرَامَ وَلَمْ أَرِدْ ذَلِكَ

شیئاً آذخُلُّ الْجَنَّةَ ؟ قَالَ : «نَعَمْ» قَالَ : «وَاللَّهُ لَا أَزِيدُ عَلَى ذَلِكَ شَيْئًا»

”ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا اور کہا کہ مجھے بتائیے اگر میں فرض نمازیں ادا کروں، رمضان کے روزے رکھوں، حلال کو حلال جانوں اور حرام کو حرام قرار دوں اور ان اعمال پر کچھ بھی زیادتی نہ کروں تو کیا میں جنت میں داخل ہو جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم! میں ان اعمال پر کچھ بھی زیادتی نہیں کروں گا۔“ [مسلم (۱۵) کتاب

الایمان: باب بیان الایمان الذی یدخل به الجنة وَأَنْ مَنْ تَمْسَكَ بِمَا أَمْرَبَهُ دَخَلَ الْجَنَّةَ]

فوائد: نمازو زہ کے متعلق متعدد احادیث گزشتہ اور اوقات میں گزر چکی ہیں اور آئندہ بھی آئیں گی۔

البتہ حلال و حرام کے متعلق ایک حدیث میں ہے کہ حضرت نعمان بن بشیر رضی اللہ عنہ نے بیان کیا کہ یقیناً حلال ظاہر ہے اور حرام ظاہر ہے اور ان دونوں کے درمیان بعض اشیاء مشتبہ ہیں جنہیں بہت سے لوگ نہیں جانتے (کہ یہ حلال ہیں یا حرام)۔ پھر جو کوئی مشتبہ اشیاء سے بھی فیض گیا اس نے اپنے دین اور عزت کو بچالیا اور جو کوئی ان مشتبہ چیزوں میں پڑ گیا اس کی مثال اس چراہے کی ہے جو چراگاہ کے آس پاس اپنے جانوروں کو چراے۔ وہ قریب ہے کہ کبھی اس چراگاہ کے اندر گھس جائے۔ یاد رکھو! ہر بادشاہ کی ایک چراگاہ ہوتی ہے۔ اللہ کی چراگاہ اس کی زمین پر حرام اشیاء ہیں۔ (ان سے بچو اور) سن لو بدن میں ایک گوشت کا نکٹڑا ہے جب وہ درست ہو گا اسارا بدن درست ہو گا اور جب وہ بگڑ جائے گا سارا بدن بگڑ جائے گا، یاد رکھو! وہ نکٹڑا آدمی کا دل ہے۔ [بخاری (۵۲) کتاب الایمان: باب فضل من استبر آل دینہ]

ثابت ہوا کہ بعض حلال و حرام چیزیں تو ظاہر و واضح ہیں۔ حلال جیسے روٹی، دودھ اور عام اشیائے خور دنوں، اسی طرح کپڑا، لباس وغیرہ اور حرام جیسے شراب، زنا، سود، خنزیر کا گوشت اور چوری وغیرہ۔ لیکن بعض چیزیں ایسی ہیں جو حلال و حرام دونوں کے مشابہ ہیں، تو ایسی چیزوں سے بچنا ہی بہتر ہے۔ مشابہ چیز سے بچنے کی مثال حدیث میں یوں موجود ہے کہ رسول اللہ ﷺ راستے سے گزر رہے تھے کہ آپ نے ایک گری پڑی کھجور دیکھی اور فرمایا کہ اگر مجھے یہ شبہ نہ ہوتا کہ یہ صدقہ کی ہو سکتی ہے تو میں اسے کھالیتا۔ [ارواء الغلیل (۱۵۵۹) ابو داود (۱۶۵۲)]

جہاد کرنا، مسیح کی عیادت کرنا، مسجد کی طرف جانا.....

87- حضرت معاذ رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((من جاہد فی سبیل اللہ کان ضامنًا عَلَى اللّهِ، وَمَنْ عَادَ مُرِیضًا کان ضامنًا عَلَى اللّهِ، وَمَنْ غَدَ إِلی الْمَسْجِدِ أَوْ رَاحَ کان ضامنًا عَلَى اللّهِ، وَمَنْ دَخَلَ عَلَى إِمَامٍ يَعْزِزُهُ کان ضامنًا عَلَى اللّهِ، وَمَنْ جَلَسَ فِی بَيْتِهِ لَمْ يَغْتَبْ أَحَدًا بِسُوءِ کان ضامنًا عَلَى اللّهِ))

”جس نے اللہ کی رہا میں جہاد کیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے (کہ وہ اسے جنت میں داخل کرے)، جس نے کسی بیمار کی عیادت کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے، جو صحیح یا شام کے وقت مسجد کی طرف گیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے، جس نے (مسلمانوں کے) حکمران کی تائید و حمایت کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے اور جو اپنے گھر میں بیٹھا رہا اور کسی کی برائی کے ساتھ غیبت نہ کی اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔“ [صحیح ابن خزیمة (۱۳۹۵) مستدرک حاکم (۲۱۲۸) بسنند حسن]

88- حضرت ابو امامہ باہلی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ثَلَاثَةُ كُلُّهُمْ ضَامِنٌ عَلَى اللّهِ عَزَّ وَجَلَّ : رَجُلٌ خَرَجَ غَازِيًّا فِي سَبِيلِ اللّهِ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّهِ حَتَّى يَتَوَفَّ فَإِذَا مَاتَ دَخَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ يُرْدَدُ إِيمَانَ تَالَّ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةً، وَرَجُلٌ رَاحَ إِلَى الْمَسْجِدِ فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّهِ حَتَّى يَتَوَفَّ فَإِذَا مَاتَ دَخَلَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ يُرْدَدُ إِيمَانَ تَالَّ مِنْ أَجْرٍ وَغَنِيمَةً، وَرَجُلٌ دَخَلَ بَيْتَهُ إِسْلَامٌ، فَهُوَ ضَامِنٌ عَلَى اللّهِ عَزَّ وَجَلَّ))

”تین آدمی ایسے ہیں جن میں سے ہر ایک کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔ ایک وہ آدمی جو اللہ کی رہا میں جہاد کے ارادے سے نکلا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے حتیٰ کہ وہ اسے فوت کرے گا تو اسے جنت میں داخل کرے گا یا اجر اور غنیمت کے ساتھ (واپس) لوٹائے گا، دوسرا وہ آدمی جو

مسجد کی طرف گیا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے حتیٰ کہ وہ اسے فوت کرے گا تو جنت میں داخل کرے گا یا اجر اور غنیمت کے ساتھ لوٹائے گا اور تیراواہ آدمی جو اپنے گھر میں سلام کے ساتھ (یعنی سلام کہہ کر یا فتنوں سے سلامتی کی غرض سے) داخل ہوا اس کی ذمہ داری اللہ پر ہے۔“ [صحیح: صحیح ابو داؤد، ابو داؤد (۲۲۹۳) کتاب الجناد: باب فضل الغزو فی البحر، صحیح الجامع الصغیر (۳۰۵۳) مشکاة المصابیح (۷۲)]

وضوء کے بعد کلمہ شہادت پڑھنا

89- حضرت عقبہ بن عامر رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ تَوَضَّأَ فَقَالَ: أَشَهُدُ أَنَّ لَا إِلَهَ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ، وَأَشَهُدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدُهُ وَرَسُولُهُ، اللَّهُمَّ اجْعَلْنِي مِنَ التَّوَابِينَ، وَاجْعَلْنِي مِنَ الْمُتَطَهِّرِينَ إِلَّا فَتَعْثِثُ لَهُ أَبْوَابُ الْجَنَّةِ الشَّمَائِيلِيَّةِ، يَدْخُلُ مِنْ أَيْمَانِهِ شَاءَ))

”” جس نے وضوء کیا اور کہا: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے علاوہ کوئی معبود برحق نہیں، وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں (اور یہ کہا) [اے اللہ! مجھے بہت زیادہ توبہ کرنے والوں اور پاک رہنے والوں میں سے بنا] تو اس کے لیے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے اور وہ ان میں سے جس سے چاہے گا داخل ہو جائے گا۔“ [مسلم (۲۳۲) کتاب الطهارة: باب الذکر المستحب عقب الوضوء، ترمذی (۵۵) کتاب الطهارة: باب فيما يقال بعد الوضوء]

ہر وضوء کے بعد نفل پڑھنا

90- حضرت ابو ہریرہ رض بیان کرتے ہیں کہ

((أَنَّ رَسُولَ اللَّهِ قَالَ لِإِبْرَاهِيمَ: يَا إِبْرَاهِيمَ حَدَّثْنِي يَأْرَجِي عَمَلِ عَمَلَتُهُ فِي الإِسْلَامِ فَإِنِّي سَمِعْتُ دَفَّ تَعْلِيَكَ بَيْنَ يَدَيِّ فِي الْجَنَّةِ، قَالَ: مَا عَمِلْتُ عَمَلًا أَرْجِي عِنْدِي مِنْ أَنِّي لَمْ أَتَظَهَّرْ طُهُورًا فِي سَاعَةٍ لَيْلٍ أَوْ نَهَارٍ إِلَّا صَلَّيْتُ بِذَلِكَ الظُّهُورِ

ما کُتِبَ لِي أَنْ أَصْلِي))

”رسول اللہ ﷺ نے بلال بن عبد الله سے کہا، اے بلال! مجھے اپنا سب سے زیادہ پر امید عمل بتاؤ جو تم نے اسلام کی حالت میں کیا ہو کیونکہ میں نے تمہارے جو توں کی آواز اپنے آگے جنت میں سنی ہے۔ بلال ﷺ نے عرض کیا، میں نے ایسا کوئی عمل نہیں کیا جو میرے نزدیک اس عمل سے زیادہ پر امید ہو کہ میں نے دن یا رات کی جس گھری میں بھی وضو کیا تو میں نے اس وضو کے ساتھ اتنی (نفل) نماز ضرور ادا کی جتنی نماز پڑھنا میرے لیے لکھا گیا تھا۔“ [بخاری ۱۱۲۹] کتاب التهجد: باب فضل الطهور بالليل والنهر وفضل الصلاة بعد الوضوء،

مسلم (۲۳۵۸)]

91- حضرت عقبہ بن عامر ﷺ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَا مِنْ مُسْلِمٍ يَتَوَضَّأُ فَيُحِسِّنُ وَضُوئَهُ ثُمَّ يَقُومُ فَيُصَلِّي رَكْعَتَيْنِ مُقْبِلٌ عَلَيْهِمَا بِقُلْبِهِ وَجْهِهِ إِلَّا وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ))

”جو مسلمان بھی وضو کرتا ہے اور عمده وضو کرتا ہے پھر کھڑا ہوتا ہے اور دور کعت نماز ادا کرتا ہے جس پر اپنے دل اور چہرے کے ساتھ (کامل طور پر) متوجہ رہتا ہے تو اس کے لیے جنت واجب ہو جاتی ہے۔“ [مسلم (۲۳۲)] کتاب الطهارة: باب الذکر المستحب عقب الوضوء]

بکشرت نوافل پڑھنا

92- حضرت ربیعہ بن کعب اسلمی ﷺ بیان کرتے ہیں کہ

((كُنْتُ أَبِيَّتُ مَعَ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ فَأَتَيْتُهُ بِوَضُوئِهِ وَحَاجَتِهِ فَقَالَ لِي: سَلْ! فَقُلْتُ: أَسْأَلُكَ مِرْأَفَقَتَكَ فِي الْجَنَّةِ قَالَ: أُوْغَيْرَ ذَلِكَ؛ قُلْتُ: هُوَ ذَاكَ قَالَ: فَأَعِنِّي عَلَى نَفْسِكَ بِكُثْرَةِ السُّجُودِ))

”میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس رات گزاری تو میں آپ کے وضو اور قضاۓ حاجت

کے لیے پانی لا یا۔ آپ نے مجھ سے کہا، مانگ۔ میں نے عرض کیا، میں آپ سے جنت میں آپ کی رفاقت مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا، اس کے علاوہ بھی کچھ مانگتے ہو؟ میں نے کہا، وہ بس یہی ہے۔ آپ نے فرمایا، پھر کثرت سجود (یعنی نوافل) کے ذریعے اپنے نفس پر میری مدد کرو۔” [مسلم (۲۸۹) کتاب الصلاۃ: باب فضل السجود والحت عليه، ابو داود (۱۳۲۰) کتاب الصلاۃ: باب وقت قیام النبی من اللیل، ترمذی (۳۲۱۶)]

۹۳۔ معدان بن ابو طلحہ یعنی بیان کرتے ہیں کہ

((لَقِيْتُ ثَوْبَانَ مَوْلَى رَسُولِ اللَّهِ فَقُلْتُ : أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ أَعْمَلْتُهُ يُدْخِلُنِي اللَّهَ بِهِ الْجَنَّةَ ؛ أَوْ قَالَ قُلْتُ : بِإِحْدَى الْأَعْمَالِ إِلَى اللَّهِ ؛ فَسَكَّ ثُمَّ سَأَلَ اللَّهُ فَسَكَّ ثُمَّ سَأَلَ اللَّهُ الشَّالِثَةَ فَقَالَ : سَأَلْتُ عَنْ ذَلِكَ رَسُولَ اللَّهِ فَقَالَ : عَلَيْكَ بِكَثِيرَةِ السُّجُودِ إِلَيَّهُ ، فَإِنَّكَ لَا تَسْجُدُ إِلَيْهِ سَجْدَةً إِلَّا رَفَعَكَ اللَّهُ بِهَا دَرَجَةً ، وَحَطَّ عَنْكَ بِهَا خَطِيئَةً قَالَ مَعْدَانُ : ثُمَّ لَقِيْتُ أَبَا الدَّرْدَاءَ فَسَأَلَهُ فَقَالَ لِي مِثْلَ مَا قَالَ لِي ثَوْبَانُ))

”میں رسول اللہ ﷺ کے آزاد کردہ غلام ثوابن بن شعیب سے ملا تو میں نے کہا مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جسے میں کروں تو اللہ اس کے بد لے مجھے جنت میں داخل فرمادے؟ یا (راوی کو شک ہے کہ) انہوں نے کہا (مجھے ایسا عمل بتائیے جو) اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ پسندیدہ ہو؟ تو وہ خاموش رہے، میں نے ان سے پھر سوال کیا اور وہ پھر خاموش رہے، میں نے پھر سوال کیا اور وہ پھر خاموش رہے، میں نے پھر ان سے تیسری مرتبہ سوال کیا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اس کے متعلق رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا، رضاۓ الہی کے لیے بکثرت سجدے کرو (یعنی زیادہ نفل پڑھو جس سے سجدے زیادہ ہوں گے) اور یقیناً تم رضاۓ الہی کے لیے ایک سجدہ کرتے ہو تو اللہ تعالیٰ اس کے بد لے تمہارا ایک درجہ بلند فرمادیتے ہیں اور تمہارا ایک گناہ معاف فرمادیتے ہیں۔“

معدان[ؐ] نے بیان کیا کہ پھر میں حضرت ابو درداء رض سے ملا اور میں نے ان سے اس کے متعلق پوچھا تو انہوں نے بھی مجھے ثوابن رض کی بیان کردہ بات کی طرح ہی بتایا۔“ [مسلم ۳۸۸] کتاب الصلاة : باب فضل السجود والتحت عليه، ترمذی (۳۸۸) نسائی [ابن ماجہ (۱۲۲۳)] (۱۱۳۸)

نماز چاشت کی چار رکعتوں اور نماز ظہر سے پہلے چار رکعتوں کی پابندی کرنا

94- حضرت ابو موسیٰ اشرعی رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من صلی الصبح أربعًا، وقبل الأولى أربعًا، بُنِيَ لِهِ بَيْتٌ فِي الْجَنَّةِ))

”جس نے چاشت کی چار رکعتیں اور پہلی نماز (یعنی ظہر) سے پہلے چار رکعتیں (پابندی سے) ادا کیں اس کے لیے جنت میں گھر بنادیا جاتا ہے۔“ [حسن: السسلة الصحيحة]

[(۲۳۸۹)]

ظہر سے پہلے چار رکعتیں اور بعد میں چار رکعتیں ادا کرنا

95- حضرت ام حمیہ نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ حَفَظَ عَلَى أَرْبَعِ رَكَعَاتٍ قَبْلَ الظُّهُرِ، وَأَرْبَعَ بَعْدَهَا، حَرَّمَهُ اللَّهُ عَلَى النَّارِ))

”جس نے ظہر سے پہلے چار (نفل) رکعتوں اور اس کے بعد چار رکعتوں کی پابندی کی، اللہ تعالیٰ نے اس پر جہنم کی آگ حرام کر دی ہے۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۳۲۸) آبوب الصلاۃ: باب منه آخر، ابو داود (۱۲۶۹)]

ارکان اسلام اور غسل جنابت کی پابندی

96- حضرت ابو درداء رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((خَمْسٌ مِنْ جَاءَ بِهِنْ مَعَ إِيمَانٍ دَخَلَ الْجَنَّةَ : مَنْ حَفَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ

الخمس، عَلَى وُضُوئِهِنَّ، وَرَكْوَعِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، وَمَوَاقِيْتِهِنَّ، وَصَامَرَمْضَانَ،
وَحَجَّ الْبَيْتَ إِنْ أَسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيلًاً، وَآتَى الزَّكَاةَ طَيِّبَةً بِهَا نَفْسَهُ، وَأَدَى
الْأَمَانَةَ” قَيْلَ يَارَسُولَ اللَّهِ: وَمَا أَدَاءَ الْأَمَانَةَ؛ قَالَ: الْغُسْلُ مِنَ الْجَنَابَةِ))

”پانچ کام ایسے ہیں جنہیں ایمان سمیت جو شخص لے کر آیا وہ جنت میں داخل ہو گا۔ جس
نے پانچ (فرض) نمازوں کے وضوء رکوع، سجدہ اور اوقات کی حفاظت کی، رمضان کے روزے
رکھے، بیت اللہ کا حج کیا اگر وہ اس کے راستے کی طاقت رکھتا تھا، دلی خوشی سے زکوٰۃ ادا کی اور
امانت ادا کی۔ دریافت کیا گیا، اے اللہ کے رسول! امانت کی ادائیگی سے کیا مراد ہے؟ آپ
نے فرمایا، ”غسل جنابت۔“ [حسن: صحيح الترغيب والترهيب (۳۶۹) کتاب الصلاة:

باب الترغيب في الصلوات الخمس والمحافظة عليها والايمان]

نمایوجنبر اور نماز عصر کی پابندی

97- حضرت عمارة بن روبیہ رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے
ہوئے سنًا:

((لَنْ يَلْجَ النَّارَ أَحَدٌ صَلَّى قَبْلَ طُلُوعِ الشَّمْسِ وَقَبْلَ غُرُوبِهَا، يَعْنِي: الْفَجْرُ
وَالْعَصْرُ))

”ہرگز ایسا کوئی شخص آگ میں داخل نہیں ہو گا جس نے طلوع آفتاب سے پہلے اور غروب
آفتاب سے پہلے یعنی فجر اور عصر کی نماز (پابندی سے) ادا کی۔“ [مسلم (۴۲۲) کتاب
المسجد و موضع الصلاة: باب فضل صلاتی الصبح والعصر والمحافظة عليهما]

98- حضرت ابو موسیٰ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:
((مَنْ صَلَّى الْبَرْكَاتِينَ دَخَلَ الْجَنَّةَ))

”جس نے دو بھنڈے وقت کی نمازیں (یعنی فجر اور عصر) ادا کیں وہ جنت میں داخل ہو
گا۔“ [بخاری (۵۷۲) کتاب مواقیت الصلاة : باب فضل صلاة الفجر، مسلم

[۲۳۵]

پانچ فرض نمازوں کو حق حبانتے ہوئے ان کی پابندی

99- حضرت خطلہ کاتب رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((مَنْ حَفَظَ عَلَى الصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ، رُكُوعِهِنَّ، وَسُجُودِهِنَّ، وَوُضُوهِنَّ، وَمَوَاقِيِّهِنَّ، وَعِلْمَ أَمْهُنَّ حَقٌّ مِنْ عِنْدِ اللَّهِ وَدَخَلَ الْجَنَّةَ، أَوْ قَالَ: وَجَبَتْ لَهُ الْجَنَّةُ، أَوْ قَالَ: حِرْمَةٌ عَلَى النَّارِ))

”جس نے پانچ نمازوں کے رکوع، سجود، وضوء اور اوقات کی حفاظت کی اور یہ جان لیا کہ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے حق ہیں تو وہ جنت میں داخل ہو گایا آپ نے فرمایا اس کے لیے جنت واجب ہو گئی یا آپ نے فرمایا، وہ آگ پر حرام کر دیا گیا۔“ [حسن: صحيح الترغیب والترہیب (۳۸۱) کتاب الصلاۃ: باب الترغیب فی الصلوات الخمس والمحافظة علیها والایمان]

100- حضرت عبادہ بن صامت رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا:

((نَحْمُسْ صَلَوَاتٍ كَتَبَهُنَّ اللَّهُ عَلَى الْعِبَادِ، مَنْ جَاءَ بِهِنَّ لَمْ يُضَيِّعْ مِنْهُنَّ شَيْئًا اسْتِخْفَافًا بِإِحْقَاهِنَّ، كَانَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدًا أَنْ يُدْخِلَهُ الْجَنَّةَ، وَمَنْ لَمْ يَأْتِ بِهِنَّ، فَلَيْسَ لَهُ عِنْدَ اللَّهِ عَهْدٌ، إِنْ شَاءَ عَذَبَهُ وَإِنْ شَاءَ أَدْخَلَهُ الْجَنَّةَ))

”اللہ تعالیٰ نے پانچ نمازیں بندوں پر فرض کی ہیں، جو شخص انہیں لے کر آیا اور ان کے حق کو حقیر سمجھتے ہوئے ان میں سے کسی کو بھی ضائع نہ کیا تو اللہ کے پاس اس کے لیے یہ عہد ہے کہ وہ اسے جنت میں داخل فرمائے گا اور جو انہیں نہ لایا تو اس کے لیے اللہ کے پاس کوئی عہد نہیں، وہ اگر چاہے گا تو اسے عذاب دے گا اور اگر چاہے گا تو اسے جنت میں داخل کر دے گا۔“

[صحیح : صحیح نسائی ، نسائی (۳۶۱) کتاب الصلاۃ : باب المحافظة علی الصلوات الخمس ، صحیح الترغیب (۳۷۰) صحیح الجامع الصغیر (۳۲۲۳)]

ہر نماز کے بعد اور سوتے وقت تسبیح تمیید اور تکبیر کی پابندی

101- حضرت عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہما بیان کرتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((خَصَّلَتَانِ، أَوْ خُلَّتَانِ لَا يُحَافِظُ عَلَيْهِمَا عَبْدُ مُشْلِمٍ إِلَّا دَخَلَ الْجَنَّةَ، هُمَا يَسِيرُ، وَمَنْ يَعْتَمِلُ بِهِمَا قَلِيلٌ، يُسَبِّحُ فِي دُبُّرِ كُلِّ صَلَاةٍ عَشْرًا، وَيَحْمَدُ عَشْرًا، وَيُكَبِّرُ عَشْرًا، فَذَلِكَ خَمْسُونَ وَمِائَةً بِاللِّسَانِ، وَالْأَلْفُ وَخَمْسُونَ مِائَةً فِي الْمِيزَانِ، وَيُكَبِّرُ أَرْبَعاً وَثَلَاثِينَ إِذَا أَخَذَ مَضْجَعَهُ، وَيَحْمَدُ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، وَيُسَبِّحُ ثَلَاثَةً وَثَلَاثِينَ، فَذَلِكَ مِائَةٌ بِاللِّسَانِ، وَالْأَلْفُ فِي الْمِيزَانِ))

”دو کام ایسے ہیں کہ جو مسلمان بندہ بھی ان کی پابندی کرے گا جنت میں داخل ہے گا، وہ کام آسان ہیں اور جو بھی ان پر عمل کرے تو (وہ بہت) کم ہیں (اور وہ یہ ہیں کہ بندہ) ہر نماز کے بعد دس (۱۰) مرتبہ سبحان اللہ کہئے، دس (۱۰) مرتبہ الحمد للہ کہئے اور دس (۱۰) مرتبہ اللہ اکبر کہئے تو یہ کلمات (پانچ نمازوں کے بعد) زبان پر ایک سو پچاس (۱۵۰) ہیں مگر میزان میں (اللہ تعالیٰ نہیں دس گناہ بڑھادیتے ہیں اس لیے یہ) ایک ہزار پانچ سو (۱۵۰۰) ہیں اور جب بندہ (رات کو سونے کے لیے) اپنے بستر پر آئے تو چوتیس (۳۴) مرتبہ اللہ اکبر کہئے، تینیتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ کہئے اور تینیتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ کہئے، تو یہ زبان پر سو (۱۰۰) کلمات ہیں مگر میزان میں (دس گناہ اضافے کے ساتھ) ایک ہزار (۱۰۰۰) ہیں۔“ [صحیح: صحیح ابو داود، ابو داود (۵۰۶۵) کتاب الأدب: باب فی التسبیح عند النوم، صحیح الترغیب (۶۰۶)]

فوائد: ہر نماز کے بعد یہ کلمات دس دس مرتبہ کہنا بھی درست ہے البتہ ایک حدیث میں ہے کہ جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد تینیتیس (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینیتیس (۳۳) مرتبہ الحمد للہ اور تینیتیس (۳۳) مرتبہ اللہ اکبر کہا تو یہ ننانوے (۹۹) کلمات ہوئے اور پھر یہ کہہ کر سوکا عدد پورا کر دیا کہ ((لَا

إِلَهٌ إِلَّا اللَّهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيكَ لَهُ لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلَى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ)) تو اس کے (تمام) گناہ بخش دینے جائیں گے خواہ وہ سمندر کی جھاگ کے برابر ہی ہوں۔ [مسلم (۵۹۷)]

كتاب المساجد و مواضع الصلاة: بباب استحباب الذكر بعد الصلاة] اس حدیث سے معلوم ہوا کہ یہ کلمات تینیں تینیں مرتبہ کہنا زیادہ فضیلت کا باعث ہے اور ایک حدیث میں سو کا عدد پورا کرنے کے لیے اس آخری کلے کی بجائے چوتیں مرتبہ اللہ اکبر کہنے کا ذکر ہے۔ [مسلم (۵۹۶)] کتاب المساجد، ترمذی (۳۲۱۲)]

سوتے وقت ان اذکار کی ترغیب میں ایک حدیث میں یوں ذکر ہے کہ حضرت فاطمہ رض رسول اللہ ﷺ کے ہاں تشریف لے گئیں۔ وہ آپ سے شکوہ کرنا چاہتی تھیں کہ ان کے ہاتھوں میں چکی پینے کی وجہ سے چھالے تکلیف دے رہے ہیں جب کہ انہیں معلوم ہوا تھا کہ آپ کے پاس قیدی آئے ہیں۔ لیکن حضرت فاطمہ رض نے آپ کو گھر میں نہ پایا۔ چنانچہ انہوں نے اس کا تذکرہ حضرت عائشہ رض سے کیا۔ جب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تو عائشہ رض نے آپ کو فاطمہ کے بارے میں بتایا۔ حضرت علی صلی اللہ علیہ وسلم بھیان کرتے ہیں کہ پھر آپ ہمارے ہاں تشریف لائے اس وقت ہم اپنے بستروں میں لیٹئے ہوئے تھے۔ ہم نے اٹھنا چاہا مگر آپ نے فرمایا، لیٹئے رہو اور پھر آپ میرے اور فاطمہ کے درمیان بینھ گئے اور میں نے آپ کے پاؤں کی مٹھنڈ کو اپنے پیٹ پر محوس کیا۔ آپ نے فرمایا ”جو کچھ تم بانگ رہے ہو میں تمہیں اس سے بہتر چیز نہ بتاؤ؟ وہ یہ ہے کہ جب تم اپنے بستر پر جاؤ تو تینیں (۳۳) مرتبہ سبحان اللہ، تینیں (۳۴) مرتبہ الحمد للہ اور چوتیں (۳۵) مرتبہ اللہ اکبر کہہ لیا کرو؛ یہ تمہارے لیے خادم سے بہتر ہے۔ [بخاری (۳۱۱۳) کتاب فرض الخمس، مسلم (۲۷۲۷)]

مزید سوتے وقت کیے جانے والے چند مسنون اذکار حسب ذیل ہیں:

- ① ((يَا سُوكَ أَمُوتُ وَأَحْيَا)) [بخاری (۶۳۱۲) کتاب الدعوات، ترمذی (۳۲۱۷)]
- ② ((اللَّهُمَّ قَرِئْنِي عَذَابَكَ يَوْمَ تَبَعَّثُ عِبَادَكَ)) [صحیح ابو داود، ابو داود (۵۰۲۵)]
- ③ ”آیہ الکرسی“ [بخاری (۳۲۷۵) کتاب بدء الخلق]

سورۃ الاخلاص، سورۃ الفتح اور سورۃ الناس پڑھ کر اپنے دونوں ہاتھوں پر چوکننا، پھر دونوں ہاتھوں کو جسم کے ہر اس حصے پر مل لینا جہاں تک وہ پہنچتے ہوں، یہ عمل تین مرتبہ کرنا۔ [بخاری

(۵۰۱۸) کتاب فضائل القرآن، ترمذی (۳۲۰۲)

ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھنا

102- حضرت ابو امامہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے زمایا:

((من قرأ آية الكرسي دُبَرَ كُلِّ صلاة لَمْ يَمْنَعْهُ مِن دُخُولِ الجنة إِلَّا أَن يَمُوت)) ”جس نے ہر (فرض) نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی اسے جنت میں داخل ہونے سے صرف موت نے روک رکھا ہے (یعنی وہ جب فوت ہو گا جنت میں داخل ہو جائے گا)۔“

[صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۲۳۶۲) رواہ النسائی فی عمل الیوم واللیلة]

فوائد: آیت الکرسی کو قرآن کی سب سے عظیم آیت کہا گیا ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابی بن کعب رض سے کہا، اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ انہوں نے عرض کیا، اللہ اور اس کا رسول زیادہ بہتر جانتے ہیں۔ آپ نے پھر کہا، اے ابو منذر! کیا تو جانتا ہے کہ اللہ کی کتاب کی کون سی آیت سب سے عظیم ہے؟ (اس بار) انہوں نے عرض کیا، آیت الکرسی۔ تو آپ نے ان کے سینے پر ہاتھ مار کر (اس بات کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا، اے ابو منذر! اللہ تجھے تیرا علم مبارک کرے۔ [مسلم (۸۱۰) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب فضل سورۃ الكهف وآیة الكرسي]

اسی طرح ایک اور حدیث میں آیت الکرسی کی یہ فضیلت بیان ہوئی ہے کہ جو شخص (رات کو) اپنے بستر پر لیٹتے وقت آیت الکرسی پڑھ لے گا ساری رات اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک محافظ اس کی حفاظت کرتا رہے گا اور وہ صبح تک شیطان سے محفوظ رہے گا۔ [بخاری (۲۳۱۱) کتاب الوکالة] واضح رہے کہ جس روایت میں آیت الکرسی کو قرآن کی آیتوں کی سردار کہا گیا ہے اسے علامہ البانی رحمۃ اللہ علیہ نے ضعیف کہا ہے۔ [ضعیف الجامع الصغیر (۳۷۲۵) ضعیف ترمذی (۲۸۷۸) السسلة الضعیفة (۱۳۳۸)]

سنن رواتب کی پابندی

103- حضرت ام حبیبة رض نبی کریم ﷺ کی زوجہ محترمہ بیان کرتی ہیں کہ میں نے رسول

اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سن:

((مَا مِنْ عَبْدٍ مُّسْلِمٍ يُصَلِّي لِلَّهِ كُلَّ يَوْمٍ ثُنْتَيْ عَشْرَةَ رَكْعَةً تَطْوِعًا غَيْرَ فَرِيضَةٍ إِلَّا بَنَى اللَّهُ لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ - أَوْ بَنَى لَهُ بَيْتًا فِي الْجَنَّةِ :-) [أربعاءً قبل الظهر، وركعتين بعدها، وركعتين بعد المغرب، وركعتين بعد العشاء، وركعتين قبل صلاة الفجر])

”جو کوئی مسلمان بندہ رضائے الہی کے لیے ہر روز بارہ (۱۲) رکعت نفل نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے جنت میں گھر بنائیں گے یا (آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ) اس کے لیے جنت میں گھر بنادیا جاتا ہے۔ (وہ بارہ نفل رکعتیں یہ ہیں؛) چار ظہر سے پہلے اور دو اس کے بعد دو مغرب کے بعد، دو عشاء کے بعد اور دونماز نجح سے پہلے۔“ [مسلم (۷۲۸) کتاب صلاة المسافرين وقصرها: باب فضل السنن الراتبة قبل الفرائض وبعدهن، ترمذی (۲۱۵)]

اللہ سے ڈر کرو پڑنا اور اللہ کی راہ میں پہرہ دینا

104- حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سن:

((عَيْنَا بِنَ لَآتَمَسْتُهُمَا النَّارُ، عَيْنُ بَكْتَ مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ، وَعَيْنُ بَاتَتْ تَحْرُونْ فِي سَبِيلِ اللَّهِ))

”دو آنکھوں کو جہنم کی آگ نہیں چھو سکتی، ایک وہ آنکھ جو اللہ کے ڈر کی وجہ سے رو پڑی اور دوسرا وہ آنکھ جس نے اللہ کی راہ میں پہرہ دیتے ہوئے رات گزاری۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۶۳۹) کتاب فضائل الجہاد: باب ما جاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ، صحیح الترغیب (۳۳۲۵)]

جہاد کے راستے میں گرد و غبار پڑنا

105- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ علیہ السلام نے فرمایا:

((لَا يَلْجُ النَّارَ رَجُلٌ بَكَّى مِنْ خَشْيَةِ اللَّهِ حَتَّى يَعُودَ اللَّبَنَ فِي الظَّرَعِ، وَلَا

كتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

يَجْتَمِعُ غُبَارٌ فِي سَبِيلِ اللَّهِ وَدَخَانُ جَهَنَّمَ)

”جو شخص اللہ سے ڈر کرو پڑا وہ جہنم کی آگ میں اس وقت تک داخل نہیں ہو گا جب تک دودھ پستان میں لوٹ نہ آئے (یعنی جس طرح پستان سے نکل کر دودھ کا دوبارہ اس میں لوٹ آنا ناممکن ہے اسی طرح ایسے شخص کا جہنم کی آگ میں جانا ناممکن ہے) اور اللہ کی راہ میں پڑنے والا گرد و غبار اور جہنم کا دھواں (کبھی) اکٹھا نہیں ہو گا۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۳۱۱) کتاب الزهد : باب ما جاء فی فضل البکاء من خشية الله، صحیح الجامع الصغیر (۷۷۷۸) مشکاة المصابیح (۳۸۲۸) صحیح الترغیب (۱۲۶۹)]

اپنے بھائی کی عزت کا دفاع کرنا

106- حضرت ابو درداء رض سے روایت ہے کہ بنی کریم رض نے فرمایا:

((مَنْ رَدَّ عَنْ عَزِيزٍ أَخِيهِ رَدَّ اللَّهُ عَنْ وَجْهِ النَّارِ يَوْمَ الْقِيَامَةِ))

”جس نے اپنے بھائی کی (غیر موجودگی میں اس کی) عزت کا دفاع کیا اللہ تعالیٰ روزِ قیامت اس کے چہرے سے جہنم کی آگ ہٹا دیں گے۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۹۳۱) کتاب البر والصلة: باب ما جاء فی الذب عن عرض المسلم، صحیح الجامع الصغیر (۲۲۶۲) صحیح الترغیب (۲۸۳۸)]

فوائد: اگر کوئی انسان کسی کوکی مسلمان بھائی کی غیبت کرتے ہوئے سنے تو فوراً سے روکے کیونکہ جیسے غیبت کرنا حرام ہے اسی طرح اسے سنتا بھی حرام ہے جیسا کہ قرآن میں روزِ قیامت جہاں زبان کے اعمال کے متعلق باز پرس کا ذکر ہے وہاں کافیوں کے اعمال پر بھی باز پرس کا ذکر ہے۔ [بنی اسرائیل: ۳۶] نیز ایک مسلمان کی یہ صفت و خوبی بیان کی گئی ہے کہ وہ اپنے مسلمان بھائی پر نہ ظلم کرتا ہے اور نہ ہی ظلم ہونے دیتا ہے۔ [بخاری (۲۳۲۲) کتاب المظالم: باب لا یظلم المسلم المسلمين ولا یسلمه] علاوہ ازیں ایک اور حدیث سے بھی اس بات کی تائید ہوتی ہے، جس میں مذکور ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ و آله و سلم نے فرمایا ”تم میں سے جو برائی دیکھیے اسے اپنے ہاتھ سے روکے، اگر اس کی طاقت نہیں تو اپنی زبان سے اور اگر اس کی بھی طاقت نہیں تو اپنے دل سے اور یہ ایمان کا کمزور ترین درجہ

ہے۔” [مسلم (۲۹) کتاب الایمان : باب کون النہی عن المنکر من الایمان ’ ابو داود (۱۴۳۰)]

اللہ تعالیٰ کی وحدانیت اور نبی ﷺ کی رسالت کا اقرار

107- حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((من قال: اللَّهُمَّ إِنِّي أُشْهِدُكَ ، وَأَشْهَدُ مَلَائِكَتَكَ ، وَحَلَةَ عَرْشَكَ ، وَأَشْهُدُ مَنْ فِي السَّمَاوَاتِ وَمَنْ فِي الْأَرْضِ أَنِّكَ أَنْتَ اللَّهُ، لَا إِلَهَ إِلَّا أَنْتَ وَهُدُوكَ لَا شَرِيكَ لَكَ، وَأَشْهُدُ أَنَّ مُحَمَّداً عَبْدَكَ وَرَسُولَكَ، مَنْ قَالَهَا مِرَّةً أَعْتَقَ اللَّهُ ثُلَثَةً مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا مَرَّتَيْنِ أَعْتَقَ اللَّهُ ثُلَثَيْهِ مِنَ النَّارِ، وَمَنْ قَالَهَا ثَلَاثَةً أَعْتَقَ اللَّهُ كُلَّهُ مِنَ النَّارِ))

” جس نے یہ کہا: اے اللہ! میں تھے گواہ بناتا ہوں، تیرے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں، تیرے عرش کو تھامنے والے فرشتوں کو گواہ بناتا ہوں اور (ہر اس نفس کو) گواہ بناتا ہوں جو آسمانوں اور زمین میں ہے کہ بے شک تو ہی اللہ ہے، تیرے علاوہ کوئی معبد برق نہیں، تو اکیلا ہے، تیرا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ تیرے بندے اور رسول ہیں۔ جس شخص نے ایک مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کا ایک تھامی حصہ جہنم سے آزاد کر دیں گے، جس نے دو مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اس کا دو تھامی حصہ جہنم سے آزاد کر دیں گے اور جس نے تین مرتبہ یہ کلمات کہے اللہ تعالیٰ اسے کمل طور پر جہنم سے آزاد کر دیں گے۔ ” [صحیح: السسلة الصحيحة (۲۶۷) مستدرک حاکم (۲۳۵۱) امام حاکم] نے اسے صحیح کہا ہے اور امام ذہبی نے ان کی موافقت کی ہے۔]

تحبیدہ مسٹر پر محبدہ کرنا

108- حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((إِذَا قَرَأَ أَبْنُوَادَمَ السَّجَدَةَ فَسَجَدَ اعْتَزَلَ الشَّيْطَانُ يَبْنِي، يَقُولُ : يَا وَيْلَى

أَمِرَابْنُ آدَمَ بِالسُّجُودِ فَسَجَدَ فَلَهُ الْجَنَّةُ، وَأُمِرَتْ بِالسُّجُودِ فَأَبَيَتْ فِي النَّارِ))

”جب ابن آدم سجدہ کی آئیت تلاوت کرتا ہے اور سجدہ کرتا ہے تو شیطان ایک طرف ہو کر رو نے لگتا ہے اور کہتا ہے ہائے میری ہلاکت! ابن آدم کو سجدے کا حکم دیا گیا تو اس نے سجدہ کیا لہذا اس کے لیے جنت ہے اور مجھے سجدے کا حکم دیا گیا تو میں نے انکار کیا لہذا میرے لیے دوزخ ہے۔“ [مسلم (۸۱) کتاب الایمان: باب بیان اطلاق اسم الكفر]

فوائد: سجدہ تلاوت کی مشروعیت پر اجماع ہے۔ [نیل الأولطار (۳۳۰/۲)] البتہ اس بات میں اختلاف ہے کہ کیا سجدہ تلاوت واجب ہے یا سنت؟ تو اس مسئلے میں دلائل کی رو سے زیادہ قوی موقف یہ ہے کہ سجدہ تلاوت واجب نہیں بلکہ مسنون ہے۔ [اس مسئلے کی مزید تفصیل کے لیے رقم الحروف کی کتاب ”فقہ الحدیث“ یاد دسری کتاب ”نماذ کی کتاب“ کا مطالعہ کیجئے۔]

بکشرت روزے رکھنا

109- حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((الصَّيَامُ جُنَاحٌ وَ حِصْنٌ حَصِيدُنَّ مِنَ النَّارِ))

”روزے ڈھال ہیں اور جہنم سے بچاؤ کے لیے مضبوط قلعہ ہیں۔“ [حسن: صحیح الجامع الصغیر (۳۸۸۰) رواہ احمد]

110- حضرت عثمان رض سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے ہوئے سنًا:

((الصَّيَامُ جُنَاحٌ مِنَ النَّارِ، كَجُنَاحٍ أَحِيلُ كُفَّارٌ مِنَ الْقِتَالِ))

”روزے (جہنم کی) آگ سے بچاؤ کی ڈھال ہیں جیسا کہ تم میں سے کسی کی جگہ کے لیے ڈھال ہوتی ہے۔“ [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۸۷۹) صحیح ابن ماجہ، ابن ماجہ (۱۶۳۹) نسائی (۲۲۳۱) صحیح الترغیب (۹۸۲)]

اللہ تعالیٰ کی راہ میں روزہ رکھنا

111- حضرت ابو مامہ باہلی رض سے روایت ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ جَعَلَ اللَّهُ بَيْنَهُ وَبَيْنَ النَّارِ خَنْدَقًا كَمَا بَيْنَ السَّمَاءِ وَالْأَرْضِ))

”جس نے ایک دن اللہ کی راہ میں روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے اور آگ کے درمیان گڑھا (یعنی لمبا فاصلہ) بنادیں گے جیسا کہ آسمان اور زمین کے درمیان ہے۔“ [حسن صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۱۲۲۳) کتاب فضائل الجہاد: باب ما جاء فی فضل الصوم فی سبیل اللہ، صحیح الترغیب (۹۹۰)]

112- حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے نبی ﷺ کو فرماتے ہوئے سنا: ((مَنْ صَامَ يَوْمًا فِي سَبِيلِ اللَّهِ بَعْدَ اللَّهِ وَجْهَهُ عَنِ النَّارِ سَبْعِينَ حَرِيفًا)) ”جس نے اللہ کی راہ میں ایک دن روزہ رکھا اللہ تعالیٰ اس کے چہرے کو جہنم کی آگ سے ستر سال کی مسافت کی دوری تک دور کر دیں گے۔“ [بخاری (۲۸۳۰) کتاب الجہاد والسیر: باب فضل الصوم فی سبیل اللہ]

113- ((عَنْ أَبِي أُمَامَةَ رَضِيَ اللَّهُ عَنْهُ قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ مَرْنَى بِعِمَلِ أَدْخَلَ بِهِ الْجَنَّةَ قَالَ: «عَلَيْكَ بِالصَّوْمِ، فَإِنَّهُ لَمَثْلُ لَهُ» وَكَانَ أَبُو أُمَامَةَ لَا يُرِي فِي بَيْتِهِ الدُّخَانُ نَهَارًا إِلَّا ذَانِزَلَ بِهِ ضَيْفً))

”حضرت ابوآمامہ رضی اللہ عنہ نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کا حکم دیجئے جس کے ذریعے میں جنت میں داخل ہو جاؤں۔ آپ نے فرمایا، روزے رکھا کرو بلاشبہ اس کی مثل کوئی عمل نہیں۔ (یہ فرمان سن لینے کے بعد یہ حالت تھی کہ) ابوآمامہ رضی اللہ عنہ کے گھر میں دن کے وقت (کبھی کھانا پکانے کی وجہ سے) دھواں دکھائی نہیں دیتا تھا الا کہ اگر ان کے ہاں کوئی مہماں آ جاتا (تو چولہا جلاتے اور تب دھواں نظر آتا)۔“ [صحیح الترغیب: صحیح الجامع الصغیر (۹۸۶) ابن حبان (۹۲۹)]

نماز کی حفاظت

114- حریث بن قبیصہؓ نے بیان کیا کہ

((قدِمْتُ الْمَدِيْنَةَ، قُلْتُ اللَّهُمَّ يَسِّرْ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَجَلَسْتُ إِلَى أَبِي هُرَيْرَةَ فَقُلْتُ إِنِّي دَعَوْتُ اللَّهَ عَزَّ وَجَلَّ أَنْ يُسِّرَ لِي جَلِيسًا صَالِحًا، فَحَدَّثَنِي بِحَدِيثٍ سَمِعْتُهُ مِنْ رَسُولِ اللَّهِ ﷺ لَعَلَّ اللَّهَ أَنْ يَنْفَعَنِي بِهِ قَالَ سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ ﷺ يَقُولُ : إِنَّ أَوَّلَ مَا يُحَاسِبُ بِهِ الْعَبْدُ بِصَلَاةِهِ، فَإِنْ صَلَحَتْ فَقَدْ أَفْلَحَ وَأَنْجَحَ، وَإِنْ فَسَدَتْ فَقَدْ خَابَ وَخَسِرَ))

”میں مدینہ میں آیا تو میں نے دعا کی، اے اللہ! مجھے کوئی نیک ہم نشیں میسر فرم۔ پھر میں ابو ہریرہؓ کے پاس بیٹھا اور میں نے کہا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی تھی کہ وہ مجھے نیک ہم نشیں میسر فرمائے۔ آپ مجھے کوئی ایسی حدیث بیان کیجئے جو آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی ہو، شاید اللہ تعالیٰ مجھے اس کے ذریعے فائدہ دے۔ انہوں نے کہا میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے ہوئے سنائے کہ بلاشبہ سب سے پہلے بندے سے اس کی نماز کے متعلق حساب لیا جائے گا اگر وہ درست ہوئی تو وہ کامیاب و کامران ہو جائے گا اور اگر وہ خراب ہوئی تو وہ خائب و خاسر ہو گا۔“ [صحیح: صحیح نسائی، نسائی (۲۶۵) کتاب الصلاۃ: باب المحاسبۃ علی الصلاۃ، ترمذی (۲۱۳)]

نماز اور زکوٰۃ کے ساتھ ساتھ صدر حسمی کرنا

115- حضرت ابوالیوب الانصاریؓ سے روایت ہے کہ

((أَنَّ رَجُلًا قَالَ يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَخْبِرْنِي بِعَمَلٍ يُدْخِلُنِي الْجَنَّةَ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ : تَعْبُدُ اللَّهَ لَا تُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا، وَتُقْيِمُ الصَّلَاةَ، وَتُؤْتِي الزَّكَاءَ، وَتَصْلُ الرَّحْمَم))

”ایک آدمی نے عرض کیا، اے اللہ کے رسول! مجھے کسی ایسے عمل کی خبر دیجئے جو مجھے جنت میں داخل کر دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، تم اللہ تعالیٰ کی عبادت کرو اور اس کے ساتھ کسی کو

شریک نہ ٹھہراو، نماز قائم کرو، زکوٰۃ ادا کرو اور صلہ حمی کرو (یعنی رشتہ داری ملاؤ)۔“ [بخاری (۵۹۸۲) کتاب الأدب: باب فضل صلة الرحم]

اچھی گفتگو کرنا اور کھانا کھلانا

116- حضرت ہانی بن یزید رض سے روایت ہے کہ ((أَنَّهُ لِهَا وَفَدَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ ﷺ قَالَ : يَا رَسُولَ اللَّهِ ! أَتِّيَ شَيْءٌ يُوجَبُ الْجَنَّةَ ؟ قَالَ : عَلَيْكَ بِحُسْنِ الْكَلَامِ وَبِذِلِّ الْطَّعَامِ))

”جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تعریض کیا، اے اللہ کے رسول! کون سی چیز جنت واجب کرتی ہے؟ آپ نے فرمایا، اچھی گفتگو کیا کرو اور کھانا کھلایا کرو۔“ [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۰۳۹) صحیح الترغیب (۲۶۹۰) کتاب الأدب: باب الترغیب فی طلاقۃ الوجه و طیب الکلام، حاکم (۲۳۸۱)]

کبیرہ گناہوں سے بچنا

117- حضرت ابوالیوب الانصاری رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ((مَنْ جَاءَ يَعْبُدُ اللَّهَ لَا يُشْرِكُ بِهِ شَيْئًا ، وَيُقِيمُ الصَّلَاةَ ، وَيُؤْتِي الزَّكَاةَ ، وَيَصُومُ رَمَضَانَ ، وَيَجْتَنِبُ الْكَبَائِرَ ، فَإِنَّ لَهُ الْجَنَّةَ وَسَأْلُوهُ : مَا الْكَبَائِرُ ؟ قَالَ : الإِثْرُ الْكَبِيلَةُ ، وَقَتْلُ النَّفِيسِ الْمُسْلِمَةِ ، وَفِرَارُ يَوْمِ الزَّحْفِ))

”جو شخص (روز قیامت اس حال میں) آیا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتا تھا، اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرا تھا، نماز قائم کرتا تھا، زکوٰۃ ادا کرتا تھا، رمضان کے روزے رکھتا تھا اور کبیرہ گناہوں سے اجتناب کرتا تھا تو یقیناً اس کے لیے جنت ہے۔ صحابہ کرام نے دریافت کیا کہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ کے ساتھ شرک کرنا، کسی مسلمان نفس کو (ناحق) قتل کرنا اور جنگ کے دن بھاگ جانا۔“ [صحیح: صحیح الجامع الصغیر (۳۰۰۹) کتاب تحريم الدم: باب ذکر الكبائر]

فوائد: کبار سے مراد بڑے بڑے گناہ ہیں۔ کبار کبیرہ کی جمع ہے۔ کبیرہ گناہ کی اہل علم نے یوں تعریف کی ہے کہ جس کے مرتكب پر دنیا میں لعنت کی گئی ہو یا اس پر کوئی حد مقرر کی گئی ہو یا آخرت میں کوئی دعید سنائی گئی ہو۔ علاوه ازیں بعض اہل علم نے اس سے ملتی جاتی چند اور بھی تعریفیں کی ہیں۔

بعض کبیرہ گناہوں کا تذکرہ تو احادیث میں خاص طور پر موجود ہے جیسا کہ ایک حدیث میں ہے کہ ”سات مہلک“ (یعنی بڑے بڑے ہلاک کر دینے والے) گناہوں سے بچو۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا، اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک کرنا، جادو کرنا، ناحق کسی کی جان لینا جسے اللہ نے حرام کیا ہے، سود کھانا، یتیم کا مال کھانا، جنگ کے دن پیٹھ پھیرنا اور پاکدامن غافل مومن عورتوں پر تہمت لگانا۔ [بخاری (۲۸۵۷) کتاب المحاربين من أهل الكفر: باب رمى المحسنات] اسی طرح ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جیجہ الوداع کے موقع پر خطبہ کے دوران فرمایا کہ ”لوگوں لو! اللہ تعالیٰ کے ولی صرف نمازی ہی ہیں جو پانچوں وقت کی فرض نمازوں کو باقاعدہ بجالاتے ہیں، جو ثواب حاصل کرنے کی نیت سے رمضان المبارک کے روزے رکھتے ہیں اور فرض سُجُّه کرنی خوشی زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور ان تمام کبیرہ گناہوں سے دور رہتے ہیں جن سے اللہ تعالیٰ نے روک دیا ہے۔ ایک شخص نے دریافت کیا کہ اے اللہ کے رسول! وہ کبیرہ گناہ کون سے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا: شرک، قتل، میدان جنگ سے بھاگنا، یتیم کا مال کھانا، سود کھانا، پاکدانوں پر تہمت لگانا، ماں باپ کی نافرمانی کرنا اور بیت اللہ الحرام کی حرمت کو پا مال کرنا جو زندگی اور موت میں تمہارا قبلہ ہے۔ سنو! شخص مرتے دم تک ان بڑے گناہوں سے اجتناب کرتا رہے اور نمازو زکوٰۃ کی پابندی کرتا رہے، وہ نبی ﷺ کے ساتھ سونے کے محلات میں ہو گا۔“ [مستدرک حاکم (۵۹۱) ابو داود (۲۸۷۵) کتاب الوصایا: باب ما جاء فی التشديد فی أکل مال اليتيم، نسائی (۲۰۱) کتاب تحریم الدم: باب ذکر الكبائر، نفسیر ابن کثیر (۲۵۷۱)]

لیکن اس کا مطلب یہ نہیں کہ کبیرہ گناہ صرف وہی ہیں جن کا تذکرہ مذکورہ بالا احادیث یاد گیر احادیث میں نام لے کر کیا گیا ہے بلکہ اور ذکر کردہ تعریف کی روشنی میں اور بھی بہت زیادہ گناہ کبار کے زمرے میں آتے ہیں۔ جنہیں بعض علماء نے یکجا کرنے کی سعی بھی کی ہے جیسا کہ امام ذہبیؒ نے اپنی کتاب ”الکبار“ میں کبیرہ گناہوں کو جمع کیا ہے۔ اسی طرح امام تیمیؒ نے اپنی کتاب ”الزواجر“ میں

تمام کبیرہ گناہ جمع کرنے کی کوشش کی ہے۔

کتاب و سنت میں کبیرہ گناہوں سے بچنے کی خوب تاکید کی گئی ہے اور کبیرہ گناہوں سے بچنے والے کے صفیرہ (چھوٹے) گناہ معاف کر دینے کا وعدہ کیا گیا ہے جیسا کہ ایک آیت میں ہے کہ ”اگر تم ان بڑے گناہوں سے بچتے رہو گے جن سے تم کو منع کیا جاتا ہے تو ہم تمہارے چھوٹے گناہ منادیں کے اور تمہیں عزت کی جگہ (یعنی جنت میں) داخل کریں گے۔“ [النساء : ۳۱] لہذا ہمیں اپنی آخری نجات و کامیابی کے لیے ہر ممکن طریقے سے کبیرہ گناہوں سے بچنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اگر کبھی کوئی کبیرہ گناہ سرزد ہو بھی جائے تو فوراً اللہ تعالیٰ سے توبہ کر لینی چاہیے کیونکہ کبیرہ گناہ توبہ کے بغیر معاف نہیں ہوتا۔

اللہ کی رضا کے لیے اپنے مسلمان بھائی کی زیارت کرنا

118- حضرت انس رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((ما من عبد أتى أخواله يزوره في الله إلا نادى منادٍ من السماء: أن طبت وطابت لك الجنة، وإن قال الله في ملوكوت عرشه: عبدى زار قبة، وعلى قراؤه، فلم أرض له بقرى دون الجنّة))

”جو کوئی بندہ اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کے پاس اس کی زیارت کی غرض سے آتا ہے تو آسمان سے منادی اعلان کرتا ہے کہ تو خوش ہو جا، تیرے لیے جنت عمدہ واچھی ہو چکی ہے اور اللہ تعالیٰ اپنے عرش کی بادشاہت میں فرماتے ہیں کہ میرے بندے نے میری رضا کے لیے (اپنے بھائی کی) زیارت کی، مجھ پر اس کی مہمان نوازی لازم ہے لہذا میں نے اس کے لیے مہمان نوازی کے طور پر صرف جنت کو ہی پسند کیا ہے۔“ [حسن صحیح: صحیح الترغیب

(۲۵۷۹) الصحیحة (۲۶۳۲) رواہ ابو یعلی]

119- حضرت ابو ہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

((مَنْ عَادَ مَرِيضاً، أَوْ زَارَ أَخَالَةً فِي اللَّهِ تَنَادَاهُ مُنَادٍ: أَنْ طَبَّتْ وَطَابَ كَمْشَاكَ وَتَبَوَّأَتْ مِنَ الْجَنَّةَ مَنْزِلًا))

جنت و اجب کرنے والے اعمال

۹۳

”جس شخص نے کسی مریض کی عیادت کی یا اللہ کی رضا کے لیے اپنے بھائی کی زیارت کی تو منادی اعلان کرتا ہے کہ تو خوش ہو جا، تیرا (عیادت اور زیارت کے لیے) چنانہایت عمدہ ہے اور تو نے جنت میں ٹھکانہ بنالیا ہے۔“ [حسن: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۰۰۸) کتاب البر والصلة: باب ماجاء فی زیارة الاخوان، ابن ماجہ (۱۲۲۳)]

اللہ سے ڈرنا، ارکانِ اسلام کی حفاظت کرنا اور امیر کی اطاعت کرنا

120- حضرت ابو امامہ رض بیان کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا، آپ جتنے الوداع کے موقع پر خطبہ ارشاد فرمائے تھے کہ

((اتَّقُوا اللَّهَ رَبَّكُمْ ، وَصَلُّوا خَمْسَكُمْ ، وَصُومُوا شَهْرَكُمْ ، وَأَدُّوا زَكَاةَ أَمْوَالِكُمْ ، وَأَطِيعُوا أَمْرِكُمْ ، تَدْخُلُوا جَنَّةَ رَبِّكُمْ))

”اللہ سے ڈرو جو تمہارا رب ہے، پانچ (فرض) نمازیں ادا کرو، ماہِ رمضان کے روزے رکھو، اپنے اموال کی زکوٰۃ ادا کرو اور اپنے (شریعی) امیر کی اطاعت کرو، تم اپنے رب کی جنت میں داخل ہو جاؤ گے۔“ [صحیح: صحیح ترمذی، ترمذی (۲۱۶) السسلة الصحیحة (۸۶۷) صحیح الجامع الصغیر (۱۰۹)]

فوائد: اس حدیث میں جنت میں داخلے کے لیے دوسرے اعمال کے ساتھ ساتھ امیر کی اطاعت کا بھی حکم دیا گیا ہے۔ جس سے اس کی اہمیت عیاں ہے۔ علاوہ ازیں متعدد احادیث میں اطاعت امیر کی ترغیب دلائی گئی ہے، جن میں سے چند ایک کا ذکر حسب ذیل ہے:

① ارشادِ نبوی ہے کہ ”جس شخص نے امیر کی اطاعت کی اس نے میری اطاعت کی اور جس شخص نے امیر کی نافرمانی کی اس نے میری نافرمانی کی۔“ [بخاری (۱۳۷) کتاب الأحكام: باب قول

الله تعالیٰ و أطِيعُوا اللَّهَ وَأطِيعُوا الرَّسُولَ وَأُولَى الْأَمْرِ]

② رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ”اگر تم پر ناک یا کان کٹا غلام بھی امیر بنادیا جائے جو اللہ کی کتاب کی روشنی میں تمہاری قیادت کرے تو تم اس کی بات سنو اور اطاعت کرو۔“ [مسلم (۱۲۹۸) کتاب الحج: باب استحباب رمى جمرة العقبة]

جنت واجب کرنے والے اعمال

۹۲

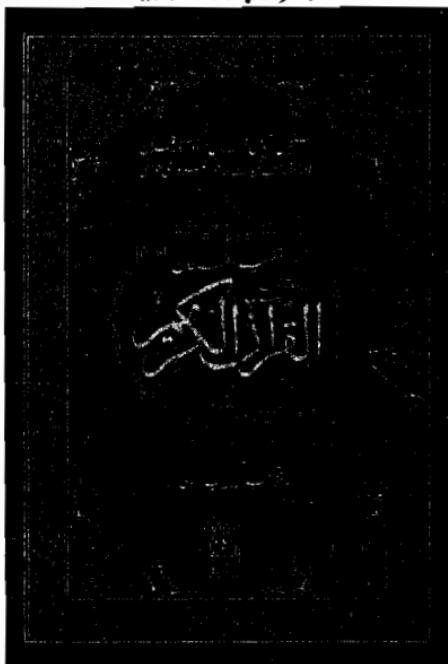
③ آپ ﷺ نے فرمایا ”سنوا اور اطاعت کرو اگرچہ تم پر جبشی غلام ہی (امیر) مقرر ہو جائے اگرچہ اس کا سرمنتے جیسا ہو۔“ [بخاری (۱۴۲) کتاب الأحكام، باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصية]

یہ اور اس طرح کی دیگر بیشتر احادیث میں دوٹوک الفاظ میں اطاعت، امیر کا حکم دیا گیا ہے، جس سے ثابت ہوتا ہے کہ امیر کی اطاعت واجب ہے۔ لیکن یہ بھی یاد رہے کہ امیر کی اطاعت صرف معروف میں ہی واجب ہے، اگر وہ کسی حرام یا ناجائز کام کے کرنے کا حکم دے تو پھر اس کی اطاعت واجب نہیں جیسا کہ ایک صحیح حدیث میں ہے کہ آپ ﷺ نے ایک لشکر بھیجا، جس کا سردار ایک انصاری کو بنادیا۔ کسی بات پر وہ لوگوں پر سخت ناراض ہو گیا اور اس نے کہا، کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے میری فرمانبرداری کا حکم نہیں دیا؟ سب نے کہا، ہاں بے شک دیا ہے۔ تو اس نے کہا، اچھا پھر لکڑیاں جمع کرو، پھر اس نے آگ منگوا کر لکڑیاں جلا گئیں، پھر حکم دیا کہ اس آگ میں کوڈ پڑو۔ ایک نوجوان نے کہا، سنو! آگ سے بچنے کے لیے ہی تو ہم نے دامن رسول ﷺ میں پناہ لی ہے۔ تم جلدی نہ کرو جب تک حضور ﷺ سے ملاقات نہ ہو جائے، پھر اگر آپ بھی یہی فرمائیں تو بلا جھگ ب اس آگ میں کوڈ پڑتا۔ چنانچہ یہ لوگ واپس آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور سارا واقعہ سنا دیا۔ آپ نے فرمایا، اگر تم اس آگ میں کوڈ پڑتے تو ہمیشہ آگ ہی میں جلتے رہتے ((إِنَّمَا الطَّاعَةُ فِي الْمَعْرُوفِ)) ”اطاعت صرف معروف (یعنی نیک کام) میں ہے۔“ [بخاری (۳۰۳) کتاب المعازی: باب سریۃ عبد اللہ بن حذافۃ، مسلم (۱۸۰) کتاب الامارة: باب وجوب طاعة الامراء فی غیر معصية] ایک دوسری حدیث میں فرمان نبوی ہے کہ ”مسلمان شخص پر ضروری ہے کہ وہ (امیر کا حکم) نے اور اس کی اطاعت کرے، خواہ وہ اس حکم کو پسند کرے یا ناپسند۔ جب تک اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم نہ دیا جائے اور جب اسے اللہ کی نافرمانی کا حکم دیا جائے تو اطاعت نہ کی جائے۔“ [بخاری (۱۴۳) کتاب الأحكام: باب السمع والطاعة للامام مالم تکن معصية، ابو داود (۲۶۶)]

(لقطہ لفظ اور بامحاورہ ترجمہ)



(صرف بامحاورہ ترجمہ)



تفہیم افسقان

اُردو ترجمہ

القرآن الکریم

مُترجم
حافظ عسمنا ایوب لاہوری

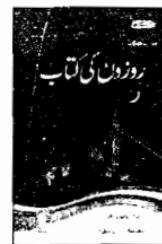
اس جدید ترجمہ قرآن میں پہلے خاتوں کی حکل میں ہر ہر لفظ کا الگ الگ ترجمہ اور پھر پوری عبارت کا رواں ترجمہ پیش کیا گیا ہے۔ نبیر مختصر حوشی نے قرآنی مفہوم میں مزید وضاحت پیدا کر دی ہے۔ ان خصائص کے باعث بلاشبہ یہ ترجمہ قرآن منشاءِ ربیٰ کو سمجھنے کا ایک مؤثر ذریعہ بن کر سامنے آیا ہے جس سے ایک عام اردو خواں قاری کے ساتھ ساتھ دینی مدارس اور ترجمہ قرآن کی کلاسز کے طبلاء و اساتذہ بھی پھر پورا استفادہ کر سکتے ہیں۔ دعا ہے کہ اللہ اسے تمام مسلمانوں کے لئے نافع ہنائے۔ (آمین!)

نوٹ: یہ قرآن سنگل ترجمہ (یعنی صرف بامحاورہ ترجمہ) اور ڈیل ترجمہ (یعنی لفظی اور بامحاورہ ترجمہ) دونوں صورتوں میں مطبوع ہے۔

تفہیم کتاب و سنت سیریز

قرآن کریم، صحیح احادیث اور صفات ماحصلین کے فہرست کے مطابق مکمل دینی معلومات

تالیف تخریج: مافظ عمران ایوب لاہوری رحمۃ اللہ علیہ اتحدیق و نقادت: علامہ ناصر الدین البانی رحمۃ اللہ علیہ



Fiqhulhadith Publications (Lahore, Pakistan)

0300-4206199 , fiqhulhadith@yahoo.com , www.fiqhulhadith.com

فقہ الحدیث پبلیکیشنز کی دیگر معیاری کتب



فقہ الحدیث کا معنی ہے ”حدیث کی تفہیم“۔ یہ کتاب امام شوکانیؒ کی فتحی مسائل پر مبنی مختصر مگر جامع کتاب ”الدرر البهیة“ کی واحد ادویہ شرح ہے اور دو خیم جلدیں پر مشتمل ہے۔ اس میں اسلامی طرز زندگی سے متعلق تقریباً تمام مسائل باحوال مکمل تخریج اور علامہ البانیؒ کی تحقیق کے ساتھ جمع کیے گئے ہیں۔



یہ کتاب اُن پانچ اہم دینی مسائل (عشرہ ذوالحجہ عیدین، قربانی، عقیقت اور نومولود سے متعلقہ احکام) کا مجموعہ ہے جن سے ہر مسلمان کو واسطہ پڑتا رہتا ہے۔ اس کتاب میں مذکورہ پانچوں مسائل کو کتاب و مت اور صحیح احادیث کی روشنی میں مکمل تخریج و تحقیق کے ساتھ بالتفصیل ذکر کیا گیا ہے۔



ضعیف حدیث کی تعریف، اقسام، وضع حدیث کے اسباب، ضعیف حدیث پر عمل کا حکم، ضعیف حدیث کی بنیاد پر دور حاضر میں مرد و بندوق بدعات اور دیگر مفید معلومات پر مشتمل مقدمہ اور 100 ایسی ضعیف احادیث جو معاشرے میں مشہور ہیں مگر کم علم خطباء بڑی بے باکی سے انہیں بیان کرتے ہیں، کا ذکر اس کتاب میں موجود ہے۔

تألیف: مفتی تاریخ
سازمان ایڈ لائبریری لائٹ
تحقیق و افادہ:
محمد العضُّور الْأَنْصَارِي الْأَنْبَاطِي

سلسلہ فقہ الحدیث

اسلامی طرز زندگی سے متعلق جدید طرز تحقیق سے آرائی کتب



نیجہ اذنی نکتب خانہ
پسری یونیورسٹی پبلیکیشنز

فون: 042-7321865, 0333-4229127

فکر الحدیث پبلیکیشنز

Mobile: 0300-4206199